دربارِ خلافت

میں

نذرانۂ عقیدت و محبّت

ڈاکٹر طارق انور باجوہ



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ایں چشمۂ رواں کہ 'بفضلِ خدا' دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمّد است

کتاب :

دربار خلافت میں نذرانۂ عقیدت و محبّت

شاعر : ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ناشر : ڈاکٹر ریحانہ رحمٰن بٹ

سنِ اشاعت : 2023

ملنے کا پتہ :

55 Combemartin Road, London

SW18 5PP

bajwauk@hotmail.com

سرورق : عامر ملک

کمپوزیشن : نابغہ طاہر باجوہ

کلام الامام

''سواے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ ''(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305-306)

انتساب

تمام راشد خلفا کے نام

تاثّرات

محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب

احمدی شعرا میں جماعت سے محبّت، خلافت سے والہانہ عقیدت، حضرت مسیح الزّماں سے الفت، اسلام سے گہری وابستگی، آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے عشق یہ سب محاسن مل کر ایک الگ دبستان کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ جسے آپ اور ہم احمدیہ دبستان کہہ سکتے ہیں۔ اس دبستان کے ان محاسن کی خوشبو ہمارے طارق انور باجوہ کی شاعری میں بدرجۂ اتم محسوس ہوتی ہے اسی خوشبو سے معطّر کچھ اشعار پیشِ نظر ہیں۔

جہاں جہاں بھی تو ٹھہرا جہاں چلا ہو گا
وہی تو قبلہ و کعبہ مرا رہا ہو گا

میں ہو گیا جو معطّر تری محبّت سے
زمانہ اب مری خوشبو سے آشنا ہو گا

جنوں کے رنگِ محبّت کی روشنائی میں
جو دل پہ گزری وہ سارا پیام لکھا تھا

ہیں زندگی کا اثاثہ مرا وہی کچھ دن
کہ در پہ تیرے جو میرا قیام لکھا تھا

دربارِ خلافت سے قربت اور محبّت، والہانہ پن، وارفتگئ شوق دیکھئے کہ ایک عاشق اپنے محبوب سے چاہت کا اظہار کس خوش سلیقگی اور متانت سے کرتا ہے۔

مسرور جب سے ہو گیا محبوب دوستو
ہم پر کرم خدا کا ہوا خوب دوستو

پھرتے ہیں اس گلی میں جو دیوانہ وار ہم
کہتے ہیں لوگ ہو گئے مجذوب دوستو

طارق سکھا دیا اسی نے گفتگو کا ڈھنگ
اعلیٰ سُخن کا ہو گیا اُسلوب دوستو

محترم ڈاکٹر منوّر احمد کنڈے صاحب

برِّ صغیر کی آزادی کے بعد پیدا ہونے والے شعراء میں ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا نام اب وجدان و عرفان کے سہارے صفِ اوّل کی جانب رواں دواں ہے خصوصاً یوں بھی کہ آپ اردو کی تیسری بڑی بستی لندن کے باسی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے لئے خاکسار کی طبیعت، زہے نصیب! پھر ایک بار نظم عرض کرنے کی طرف مائل ہوئی ہے۔ بطورِ ہدیۂ تبریک عرض کرتا ہوں۔ امّید ہے قبول فرمائیں گے:

کُھل رہی ہیں لفظ سے پرتیں سبھی ادراک کی
نوکِ خاروں سے جنم لیتی ہیں یوں بھی شاعری

خانۂ دِل میں ہے روزن اک برائے روشنی
روشنی کے ساتھ لپٹی ہے غزل کی چاشنی

حضرتِ طارق نے لی ہے اپنے مرشد کی دعا
اس سے اُبھری ہے قلم کی نوک سے یہ تازگی

ہے بلندی پر مقدّر کا ستارہ آپ کا
اس سے بہتر اور کیا تعبیر ہو گی خواب کی

عاجزانہ روح کے اندر اُجالے کی جھلک
ہر کسوٹی نے پرکھ ڈالی ہے ان کی عاجزی

ہے گل و گلزار کا بھی تذکرہ اشعار میں
تتلیوں کے پنکھ جیسی ہے قلم کی خامُشی

تعارف

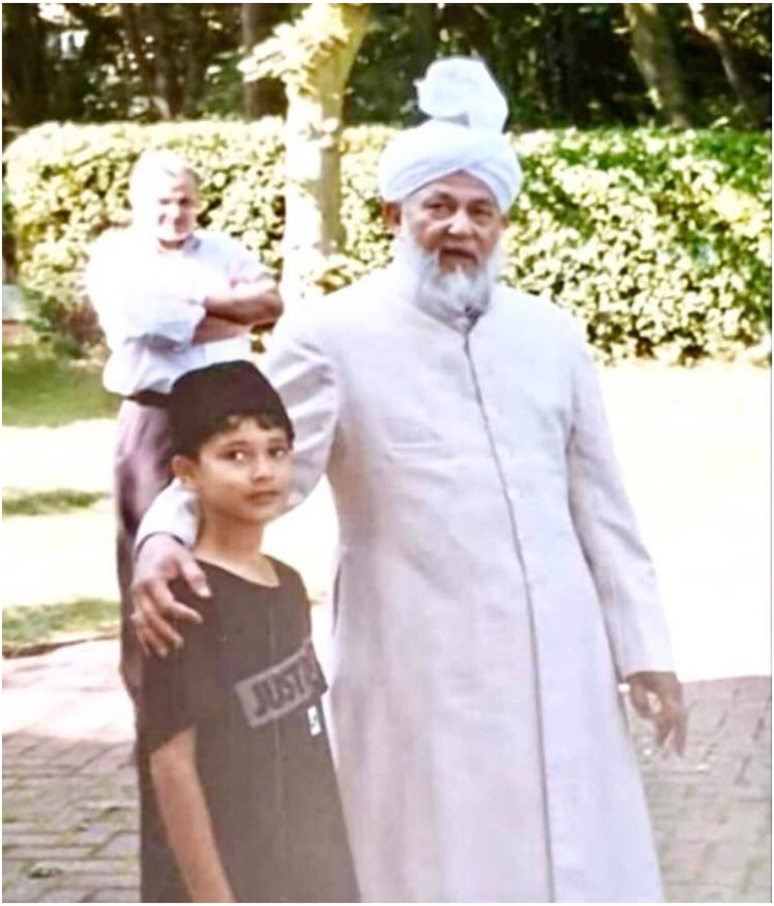
الحمدللہ کہ میرا سارا کلام ہی خلافت سے محبّت کا مرہونِ منّت ہے۔ میرے گزشتہ نو مجموعہ ہائے کلام میں خلافت سے متعلق نظمیں اور غزلیں بکھری ہوئی ہیں۔ اس کتاب میں اپنے اور قارئین کی سہولت کے لئے خلافت سے متعلق اپنے تمام کلام کو ایک جگہ پیش کر دیا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

خاکسار 1984 میں فوج میں شامل ہوا۔ جنرل ضیا کا دور تھا اور احمدیوں پر سختیاں۔ ایسے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو ہجرت کرنا پڑی۔ اس وقت ایک نظم ’’سچّی گل‘‘ کے عنوان سے لکھی جو ہفت روزہ ’’ لاہور‘‘ نے شائع بھی کر دی۔ یہ نظم میں نے حضور کو بھجوائی تو اس پر حضور نے خط کے اوپر تحریر فرمایا

’’اردو میں بھی لکھتے ہیں؟.... لکھا کریں‘‘

یہ خط تو میں نے سنبھال کر رکھا لیکن اُس وقت شعر لکھنے کی طرف نہ توجّہ ہوئی نہ فرصت ملی۔


JUST



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ کے ساتھ صبح سیر کے دوران جانے کا موقع ملا تو سیر کے اختتام پر حضور کو کچھ جامعہ کے طلبا اپنے اشعار سنایا کرتے تھے جبکہ میں بھی ساتھ ہوتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ کے ساتھ ، صبح سیر کے وقت ایک دن (5.6.2011)میری ٹانگ میں درد تھا۔ جس کی وجہ سے 'واک' کے دوران مجھے بیچ میں رُکنا پڑا۔ حضور نے میرا انتظار کیا پھر علاج کے بارے بھی پوچھا اور قافلہ اس وقت تک نہ چلا جب تک میں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کار تک پہنچ کر اس میں بیٹھ نہیں گیا۔ سیر کے بعد یہ اشعار لکھے اور حضور رحمہ اللہ کو بھجوا دیئے۔

وہ جو درد ہے، دوا بھی ہے

وہ جو درد ہے ، دوا بھی ہے
مرا درد حق آشنا بھی ہے

تُو مرے قریب تو میں بھی خوش
مرے ساتھ ربّ کی رضا بھی ہے

تری ہر ادا بڑی دلرُبا
کہ ہزار جان فدا بھی ہے

تری خامُشی میں کلام ہے
ترے ہاتھ میں وہ عصا بھی ہے

ترے ذکر سے عرش منتشر
کہیں کُن کسی نے کہا بھی ہے

جہاں تُو چلے وہیں ہم قدم
کوئی درد لے کے چلا بھی ہے

ہے تِرا وجود مری کائنات
ترے دم سے سب سہا بھی ہے

تراعزم ہے کہ عظیم ہے
تُو مثالِ صبر و رضا بھی ہے

ہے تری رضا مری مُنتہا
مرے بال و پر میں وفا بھی ہے

یہ محبّتیں یہ رفاقتیں
یہ عنایتوں کی عطا بھی ہے

تری قُربتیں تِری چاہتیں
تِرا لُطف مجھ پہ ہوا بھی ہے

مرے انتظار میں ترا
کبھی قافلہ رُکا بھی ہے

ہے نصیب یہ کہ علاج کا
کہیں ذکر کُچھ تو ہوا بھی ہے

تِرا لفظ لفظ چارہ گر
تری اک نظر میں شفا بھی ہے

مرے دلبرا ذرا ہاتھ اُٹھا
مرے درد کی یہ دوا بھی ہے

....

اسی طرح ایک دن میں نے ایک نظم لکھی اور حضور کی خدمت میں پیش کی جو آپ نے اپنی ڈاک دیکھنے کے دوران پوری سنی اور مسکراتے رہے۔ اس کے بعد دو تین دفعہ دوبارہ ایسا موقع ملا اور حضور نے حوصلہ افزائی فرمائی، ایک دفعہ حضور لمبے دورہ پر تشریف لے گئے تو پنجابی میں حضور کی یاد میں ایک نظم لکھ کر بھجوائی جس پر حضور نے فرمایا

"اب تو آپ شاعر ہو گئے ہیں"

15 نومبر 2014 کو محمود ہال لندن میں تعلیم السلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی جانب سے مشاعرے کا انتظام کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ بھی تشریف لائے حضور انور کی تشریف آوری سے قبل جن شعراء نے کلام پڑھا ان میں، میں بھی شامل تھا اور یہ پہلا موقع تھا جب میں نے کسی مشاعرے میں اپنا کلام پڑھا۔ حضور انور کو جب بتایا گیا کہ پہلے پڑھنے والوں میں خاکسار بھی شامل تھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا:

"شاعر بن گئے ہیں! "

18 مئی 2020، 25 رمضان المبارک کو جب حضور ایدّہ اللہ نمازِ جمعہ کے لئے تشریف نہ لائے اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے اعلان کیا کہ حضور ایدّہ اللہ کو گرنے کی وجہ سے چوٹ لگ گئی ہے تو دل پر بہت اثر ہوا دعا کی بھی توفیق ملی۔

اسی رات کو ایک خواب میں دیکھا کہ ایک بہت عمدہ لمبی نظم پڑھ رہا ہوں اور خوب لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ اور نظم جیسے مجھے پوری یاد تھی، اٹھا اور سوچا کہ لکھوں تو صرف اس کی ٹیون یاد تھی نظم بالکل بھول چکی تھی۔ اس ٹیون پر میں نے اسی وقت ایک غزل لکھنا شروع کی تو چند منٹوں میں غزل تیار ہو گئی اور وہ نظم لکھ کر حضور کی خدمت میں بھی بھجوا دی۔ وہ نظم یہ تھی۔

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
اے مرے پیارے مرے محسن خدا

ڈھال بن کر خود بچانے کے لئے
ہاتھ تیرا اس نے ہاتھوں پر رکھا

میرے آقا کو عطا کر دے شفا
تیرے ہاتھوں میں ہے سب رب الوریٰ

سب سے بڑھ کر میں کروں تجھ سے وفا
فضل ہو تیرا یا کوئی ابتلا

اے مرے پیارے مری سن لے دعا
میں ترا ہوں تو مرا ہے تو مرا

اسی لئے میں نے آغاز میں کہا کہ کہ میرا سارا کلام ہی خلافت سے محبّت کا مرہونِ منّت ہے۔ فالحمدللہ علی ذلک

خاکسار

ڈاکٹر طارق انور باجوہ-لندن

31.5.2023

ترتیب

ماہِ تمام وہ جو سرِ شام آگیا

ماہِ تمام وہ جو سرِ شام آگیا
ہاتھوں میں لے کے صلح کا پیغام آ گیا

عرصہ ہوا کہ ڈھونڈ رہے تھے اُسے سبھی
وہ جس کے منتظر تھے سرِ عام آ گیا

مایوس تھا جو ، خوش ہوا ، جب یہ ملی خبر
اک پہلوانِ مذہبِ اسلام آ گیا

اُترا تھا جو خدا کے پیمبر پہ نجد میں
لے کر پیام پھر وہ سرِ بام آ گیا

عیسٰی مسیح دے گئے داغِ مفارقت
ہاں یہ امام پا کے وہی نام آ گیا

مہدی کا نام بھی تو اسی کو دیا گیا
اوتار ہو کے صاحبِ الہام آ گیا

تنہا لڑا وہ دیں کے سبھی دشمنوں سے خود
اس کا وجود سارا ، دیں کے کام آ گیا

اسلام کا دکھا دیا اُس نے حسین رُخ
راشد خلافتوں کا بھی انعام آ گیا

طارق تُو خوش نصیب ہے ساقی ملا تُجھے
ہاتھوں میں تیرے پھر سے وہی جام آ گیا

خدا نے خود بشارت دی ، خلافت کی جو قرآں میں

خدا نے خود بشارت دی ، خلافت کی جو قرآں میں
عطا کر کے یہ نعمت ، تمکنت بخشی ہے ایماں میں

یہی ہے نور ، مومن روشنی پاتے ہیں اس سے ، جب
سمجھ لیتے ہیں دشمن ، اب یہ بھٹکیں گے بیاباں میں

ابوبکر و عمر ، عثماں ، علی ، کے دور کو دیکھو
خلافت نے بڑھائی شان و شوکت پھر مسلماں میں

مگر وعدہ خلافت کا مسلمانوں سے تب تک ہے
عمل صالح رہیں ، پختہ رہیں گر اپنے ایماں میں

نبوّت مل گئی پھر سے ، خدا کا فضل ہے ہم پر
خلافت اس کے بعد آنے کا وعدہ بھی تھا ، فرقاں میں

مسیحا الوصیّت میں خبر جو دے گئے آخر
ہوئی ظاہر وہ قدرت ثانیہ اک مردِ میداں میں

زُمامِ کارواں ہاتھوں میں آئی نور دیں کے پھر
خلافت کو سمجھتا تھا وہ لازم جزوِ ایماں میں

وہ با ہمّت ، عجب نورِ یقیں سے خود منوّر تھا
طبیب اعلٰی تھا دل اس کا مگن رہتا تھا ، قرآں میں

پھر آگے لے گیا محمود تیزی سے جماعت کو
صدی آدھی سے زائد ، وہ چلا ہر ایک طوفاں میں

بڑی مضبوط بنیادوں پہ قائم کیں جو تنظیمیں
دیا پیغامِ حق ، پیچھے ہٹیں نہ عہد و پیماں میں

کیے پھر پیش ناصر نے حکومت کو جواب اپنے
حکومت نے بلایا جب انہیں خود اپنے ایواں میں

دیا تھا اس نے نعرہ ہر کسی سے پیار کرنے کا
مٹائی مسکرا کر اس نے نفرت ، نوعِ انساں میں

زُمام آئی خلافت کی ہے جب طاہر کے ہاتھوں میں
نئی اک روح پھونکی اس نے تنظیمِ جواناں میں

وہ ہجرت کرکے آیا ملک سے اپنے مگر آ کر
چلا لے کر جماعت کو ترقی کے خیاباں میں

حکومت وہ دلوں پر کر کے رخصت جب ہوا اس نے
مگر زندہ رکھے گا ایم ٹی اے گلستاں میں

ہمیں مسرور نے بخشی ، خوشی جب غم کے مارے تھے
رکھا مرہم اسی نے زخم پر شامِ غریباں میں

ہمارا راہبر ہم سب کا پیارا وہ خلیفہ ہے
مٹا کر غم ہمارے ڈٹ گیا ہے پھر سے میداں میں

دیا پیغام ، امن و آشتی کا اس نے دنیا کو
دعاؤں میں ہے ان کو یاد رکھا ، جو ہیں زنداں میں

خلافت ہر قدم پر عُروۃُ الوُثقیٰ ہماری ہے
اسی کو تھام کر بیٹھے ہوئے ہیں اس کے داماں میں

خدایا ہم خلافت سے رہیں وابستہ مرنے تک
نہ اس کا ہاتھ چھوڑیں ، ہم چلیں راہِ بزرگاں میں

خلافت ایک نعمت ہے

ہمیں جس سے محبّت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے
اسی سے عہدِ بیعت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے

کیا وعدہ خدا نے مومنوں سے ، جس کا قرآں میں
وہی واضح بشارت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے

خدا خود اپنے ہاتھوں سے اسے منظور کرتا ہے
خدا کی بادشاہت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے

ملے جب آخریں سے اوّلیں تو یہ سبق پایا
کہ فرض اس کی حفاظت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے

یہ نعمت جب ملی پہلوں کو ، فتنے بھی ہوئے پیدا
تو پھر پائی شہادت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے

نہ چھن جائے کہیں نعمت یہ ، ناشکری نہ ہو جائے
ہمیں واجب اطاعت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے

مقابل مکر ہو جب بھی ، خدا تدبیر کرتا ہے
کہ غالب اُس کی حکمت ہے، خلافت ایک نعمت ہے

جو منہاجِ نبوّت پر ہے قائم اس زمانے میں
وہی راشد خلافت ہے، خلافت ایک نعمت ہے

ہمارا دل , ہماری جاں , ہمارا مال سب اس پر
فدا کرنا سعادت ہے ، خلافت ایک نعمت ہے

خدا نے چن لیا طارق ، یہ اُس کا فضل ہے ہم پر
ہماری جو قیادت ہے ، خلافت ، ایک نعمت ہے

آؤ آؤ چلو ، مل کے پیارو ، چلو

آؤ آؤ چلو ، مل کے پیارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو چلو

اُس کے چہرے پہ دیکھیں گے ہم نور کو
پُر سکوں ، پُر تبسّم سے اُس طُور کو
ایک قلبی سکینت سے بھر پُور کو
ساتھ دیں گے دعاؤں سے مسرور کو

اس کے گلشن کی تازہ بہارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو چلو
آؤ آؤ چلو ، مل کے پیارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو چلو

اک نمونہ ہے وہ حسن و احسان کا
درس دیتا ہے سب کو وہ قرآن کا

بیج بوئے دلوں میں وہ ایمان کا
اس سے روشن دیا دل میں ایقان کا

طوق سب ، سستیوں کے اتارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو، چلو

آؤ آؤ چلو، مل کے پیارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو چلو

وہ جو دیکھے گا دے گا دُعائیں تمہیں
کیوں ہلائیں مخالف ہوائیں تمہیں

لاکھ دشمن اگر آزمائیں تمھیں
پھر ستائیں گی کیسے بلائیں تمھیں

دل حزیں ہیں اگر غم کے مارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو چلو
آؤ آؤ چلو، مل کے پیارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو چلو

فتح و نصرت کی اس کو بشارت ملی
اِس سے پہلے کہ اُس کو امارت ملی
کی حفاظت جو دیں کی عمارت ملی
تیز قدموں سے اس کے ، حرارت ملی

دیں کی حرمت کے اے پاسدارو ، چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو پیارو چلو

آؤ آؤ چلو، مل کے پیارو چلو
اپنے دلبر سے ملنے کو یارو چلو

خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں

خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

ہے اوّل ، نبوّت کی نعمت یہاں
خلافت سے ہو پھر منوّر جہاں

مصیبت جو سر پر پڑے نا گہاں
ہلا دے دلوں کو کڑا امتحاں

خلافت ہی اُس وقت ہو کر عیاں
وہ آغوش ، جو مومنوں کی اماں

بنا اس کے ہم چین پائیں کہاں
فدا کیوں نہ اس پر کریں مال و جاں

خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

خلافت نبوّت کی آئینہ دار
خدا کا یہ انعام ہے ذی وقار

خدا نے بنایا ہے یہ کاروبار
اسی کی عنایت ہوئی بار بار

کرے گا حفاظت بھی پروردگار
نہ جب تک بنا دے شجر سایہ دار

خلافت سی ہے اور نعمت کہاں
فدا کیوں نہ اس پر کریں مال و جاں

خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

خلافت بچاتی ہے آفات سے
ہے شرط اس کی ، مومن کے سر پر رہے

جو ہے متّقی وہ اطاعت کرے
اسی کی محبّت کا وہ دم بھرے

رہیں اس سے پیوستہ پتّے ہرے
جو اس سے پرے ، ہے خدا سے پرے

اسی سے ہیں وابستہ سب نیکیاں
فدا کیوں نہ اس پر کریں مال و جاں

خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

خدا نے جو قائم کیا ہے نظام
خلیفہ کا سب سے ہے بڑھ کر مقام

خدا نے بنایا اسے جب امام
وہی ڈھال ہے جس کے پیچھے تمام

پلاتا ہے جو معرفت کے وہ جام
ہیں قائل ہوئے اس کے سب خاص و عام

کہیں ایسی دیکھیں کہاں خوبیاں
تو اس پر فدا کیوں نہ ہوں مال و جاں

خلافت ہے ایماں کا روشن نشاں
خلافت پہ قربان ہے مال و جاں

❀❀❀

ہم تجھ سے محبّت نہ کریں گر، تو کریں کیا

ہم تجھ سے محبّت نہ کریں گر ، تو کریں کیا
تجھ سے دمِ الفت نہ بھریں گر ، تو کریں کیا

اوڑھی ہوئی تُو نے جو خلافت کی ردا ہے
ہم نے بھی ترے ہاتھوں میں یہ ہاتھ دیا ہے
ہر خون کے قطرے میں ہمارے بھی وفا ہے
تُو نے جو کہا ہم نے بہر حال کیا ہے
جب عشق ترا خون کے رشتوں سے سوا ہے
ہر ذرّۂ جاں تیری اطاعت میں فدا ہے
ہم تجھ سے محبّت نہ کریں گر ، تو کریں کیا
تجھ سے دمِ الفت نہ بھریں گر ، تو کریں کیا

خوں تیری رگوں میں تو نجابت کا بھرا ہے
روشن جو رکھا تو نے شرافت کا دیا ہے

جب سر پہ ترے تاج خلافت کا سجا ہے
جو عہد ہے بیعت کا وہ تُجھ سے ہی کیا ہے

اب ساتھ نبھانا تِرا ، مقصودِ وفا ہے
ہر شخص تجھے دیکھ کے دیوانہ ہوا ہے

ہم تُجھ سے محبّت نہ کریں گر ، تو کریں کیا
تجھ سے دمِ الفت نہ بھریں گر ، تو کریں کیا

ہم آگے ہیں تیرے تو حفاظت کے لئے ہیں
ہم پیچھے ہیں تیرے تو اطاعت کے لئے ہیں
ہم دائیں کھڑے تیرے ، اقامت کے لئے ہیں

ہم بائیں ہیں تیرے تو سعادت کے لئے ہیں
سر پر جو فرشتے تری نصرت کے لئے ہیں
قدموں میں فتوحات ، غنیمت کے لئے ہیں

عزّت پہ تری آنچ بھی آئے تو بھلا کیوں
رستے میں ترے کانچ بھی آئے تو بھلا کیوں

کمزور یہ سمجھا ہمیں دشمن بھلا کیسے
سچوں پہ لگا کرتی ہے قدغن بھلا کیسے
ٹوٹے گا محبّت کا یہ بندھن بھلا کیسے
چاہیں بھی تو ہو پائے گی ان بن بھلا کیسے
پھولوں سے بھرا دیکھیں تو گلشن بھلا کیسے
ہیں تُجھ پہ فدا سب لئے تن من بھلا کیسے

ان کو یہ سمجھ آئے نہیں گر ، تو کریں کیا
تجھ سے دمِ الفت نہ بھریں گر ، تو کریں کیا

❀❀❀

ہم قدم دم بدم

دم بدم ، ہم قدم ، ہم قدم ، دم بدم
سارے مل کر چلیں ، ہم قدم ، دم بدم
ساتھ تیرے چلیں ، سانس کے زیر و بم
دم بدم ، ہم قدم ، ہم قدم ، دم بدم

تُو نے پہنا خلافت کا جب پیرہن
تُجھ سے بیعت ہوئے ہیں سبھی مرد و زن
جو کہے تُو اطاعت کریں مِن و عَن
تُو سلامت رہے تُو رہے خندہ زن

اب ترے ساتھ بڑھتے رہیں گے قدم
ساتھ تیرے چلیں سانس کے زیر و بم
سارے مل کر چلیں ہم قدم ، دم بدم
دم بدم ، ہم قدم ، ہم قدم ، دم بدم

ہم عَلَم لے کے نکلے ہیں اسلام کا
امنِ عالم ، محبّت کے پیغام کا
ہے نہیں وقت کوئی بھی آرام کا
ہم مسلسل چلیں وقت ہے کام کا

اس میں پیچھے رہیں نہ کسی طور ہم
ساتھ تیرے چلیں ، سانس کے زیر و بم
سارے مل کر چلیں ، ہم قدم ، دم بدم
دم بدم ، ہم قدم ، ہم قدم ، دم بدم

ہم خلافت کی مشعل اُٹھائے ہوئے
سب اسی نُور سے ہیں نہائے ہوئے
قافلے دور دیسوں سے آئے ہوئے
کتنے ٹی وی پہ نظریں جمائے ہوئے

جان تُجھ پر نچھاور کریں سارے ہم
ساتھ تیرے چلیں ، سانس کے زیر و بم
سارے مل کر چلیں، ہم قدم ، دم بدم
دم بدم ، ہم قدم ، ہم قدم ، دم بدم

خوں شہیدوں کا کب رائیگاں جائے گا
رنگ و بُو سے نکھر گلستاں جائے گا
اب جہاں تک بھی یہ آسماں جائے گا
آگے بڑھتا ہی یہ کارواں جائے گا

فتح و نصرت ہی چومے گی اس کے قدم
ساتھ تیرے چلیں ، سانس کے زیر و بم
سارے مل کر چلیں، ہم قدم دم بدم
دم بدم ہم قدم، ہم قدم دم بدم

پیار سے دیکھا جو اللہ کا گھر دیکھا ہے

پیار سے دیکھا جو اللہ کا گھر دیکھا ہے
مسجدِ فضل و مبارک کو دِگر دیکھا ہے

نوروں نہلائے بدن روحیں معطّر جن کی
ان فرشتوں سا کوئی کم ہی بشر دیکھا ہے

عرش تک ہوں جو رسا ، ایسی دُعائیں دیکھیں
فرش پر سجدے ، جنہیں اشکوں میں تر دیکھا ہے

کچھ تو بیماریٔ دل آج مرے کام آئی
خود مسیحا نے مجھے آ کے ، اِدھر ، دیکھا ہے

بُوئے گُل ناز کرے ، اُس کو چمن میں پا کر
اُس کی خوشبو کا ہوا ایسا سحر ، دیکھا ہے

تھام پایا نہ دل اپنا ، نہ اُٹھی پھر سے نگاہ
جس کسی نے بھی اُسے ، ایک نظر ، دیکھا ہے

یوں تو گُفتار میں ٹھہراؤ ، مگر خندہ دہن
نُورِ دیں اس میں کہیں ، فضلِ عمر دیکھا ہے

دیں کی نصرت کے لئے ہمّتِ مرداں اس میں
ناصرِ دیں بھی ہے ، طاہر کا اثر دیکھا ہے

بانٹتا پھرتا ہے لوگوں میں جواہر ہر دم
خِیرہ کردے جو نگہ ، ایسا گُہر دیکھا ہے

خوش نصیب آگئے سب ایسے شجر کے نیچے
ہے اماں سائے میں ، میٹھے ہیں ثمر دیکھا ہے

حوصلہ تم بھی کرو ، ہاتھ بڑھاؤ طارق
پیار مشتاق نگاہوں میں ، اگر ، دیکھا ہے

" جو دور اس سے ، اُس سے خدا دور ہے "

خلافت خدا کی ہے سنّت قدیم
خلافت عطائے خدائے کریم

خلافت اندھیرے میں شمعِ حریم
خلافت خدا کی ہے نعمت عظیم

جہاں میں خلافت کا جو نور ہے
" جو دور اس سے ، اُس سے خدا دور ہے "

خلافت سے ہم کو محبّت ملی
اسی کی اطاعت میں ہے زندگی

یہاں معرفت کے ملے جام بھی
کوئی بھی نہ باقی رہی تشنگی

پلانے پہ ساقی جو مامور ہے
" جو دور اس سے ، اُس سے خدا دور ہے "

خلافت سے بڑھ کر نہ نعمت کوئی
نہ دیکھی ہے ایسی محبّت کوئی
جو کر لیتا ہے اس کی بیعت کوئی
نہیں ویسی کرتا اطاعت کوئی

ہو نازل خدا جس پہ وہ طور ہے
"جو دور اس سے ، اُس سے خدا دور ہے"

خلافت نے رستہ دکھایا ہمیں
کسی نے بھی جب آزمایا ہمیں

اسی نے ہے جینا سکھایا ہمیں
وہ یوں دیکھ کر مسکرایا ہمیں

ہمارا خلیفہ جو مسرور ہے
"جو دور اس سے ، اُس سے خدا دور ہے"

خدا کے پاک لوگوں کی طرف سے جب صدا آئی

خدا کے پاک لوگوں کی طرف سے جب صدا آئی
وہی آئے ہمیشہ ، جن کی فطرت سے ندِا آئی

ہمارا کام تو آواز دینا ہے سو دیتے ہیں
ہمارے کام دردِ دل سے جو مانگی دُعا آئی

ہمیشہ گردشِ دوراں سے شکوے ان کو رہتے ہیں
جنہیں بیگانگی اوروں کے در پر ہے جُھکا آئی

زمین و آسماں مصروف ہیں دن رات گردش میں
اگر ٹھہریں کسی پل تو سمجھ لینا قضا آئی

وہ آئے سو بہانے کر کے بھی محبوب سے ملنے
ہمیں تو سامنے آنے سے ان کے بھی حیا آئی

محبّت میں ہماری سادگی دیکھو اسے ملنے
چلے آئے نہ سوچا یہ ہمارے دل میں کیا آئی

ملا ہے درد اس کو بھی کہیں طارق جُدائی کا
ہماری جب ،نظر اس کو ، اداسی ، جا بجا آئی

فرصت ملی ہے کب مجھے اب تک پڑے ہیں کام

فرصت ملی ہے کب مجھے اب تک پڑے ہیں کام
کیسے کہوں کہ کر دیا سب کچھ اسی کے نام

باقی ہیں وہ جو اوروں کے پُرسانِ حال ہیں
ساقی نے سب کے بھر دیے خالی ہے میرا جام

جاؤ خدا کے نور کو حاصل کیا کرو
اس شخص سے جو دل کو منوّر کرے مدام

مہمان بن کے آئے تھے رہنے کو چار دن
اب زندگی کی دیکھئے ہونے لگی ہے شام

رونق جہانِ دل کی فقط تیرے دم سے ہے
تیرے بغیر جاناں یہ دنیا ہے ناتمام

میری سنیں تو رات اندھیرے میں کاٹیئے
مشعل کا اس کے ذکر سے کیجے گا اہتمام

طارق ہیں اس نگر میں سبھی آشنا ہوئے
اب ایسا یار ڈھونڈ ، کہ ہو جائیں سارے کام

جب بھی دیکھا اسے دیکھا ہے بڑے پیار کے ساتھ

جب بھی دیکھا اسے دیکھا ہے بڑے پیار کے ساتھ
سامنے اس کے نہ گویا ہوئے اظہار کے ساتھ

کیسے سمجھاؤں تمہیں کیسی تھی لذّت ان میں
وہ جو لمحے مرے گزرے ، مرے دلدار کے ساتھ

چار سُو پھیلا تباہی کا ہے ساماں لیکن
ہے وہی امن میں ، شامل ہے جو ، الدّار کے ساتھ

وہ محبّت کی زباں کیا مجھے سکھلائیں گے
گفتگو جب بھی کریں ، دیکھیں مجھے عار کے ساتھ

وہ جفا کرتے رہے ، میں بھی ستم سہتا رہا
وہ رہے پیچھے ، میں آگے بڑھا ، رفتار کے ساتھ

آئیں گے حضرتِ عیسیٰ ، جو مسیحا بن کر
کیا سکھائیں گے مجھے ، دین ، وہ تلوار کے ساتھ؟

اس سے بڑھ کر تو کبھی اس نے ستم ڈھایا نہیں
آ گیا گھر پہ مرے ، آج وہ اغیار کے ساتھ

طارق اپنی تو یہی دل سے دعا ہے یا ربّ!
زندگی ایسی گزاریں ، رہیں ، ابرار کے ساتھ

(بہ یادِ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ)

کرتا رہا جو روشنی سب کو عطا ، چلا گیا
وہ جو تھا لعلِ بے بہا ، ہم کو ملا ، چلا گیا

اس نے فروغِ علم سے ، بھر دئے خالی بحر و بر
وہ جو مثالِ ماہ تھا ، چمکا کیا ، چلا گیا

جب بھی کہیں امیدّ کی دل میں ضیا تھی کم ہوئی
تو رہ دکھا کے آس کی ، وہ مہ لقا ، چلا گیا

وہ جو مجھے عزیز تھا ، وہ جو مرے قریب تھا
ملنے کا پھر سے آسرا ، اُس نے دیا ، چلا گیا

اُس کا جو فیضِ عام تھا ، سِحر سے پُر کلام تھا
جس نے بھی جب سُنا اُسے ، سُنتا سَدا چلا گیا

سینے پہ سب کے غم لئے کتنے ہی دُکھ الم لئے
بن کے رہا دل کی دوا ، تھا با وفا ، چلا گیا

اس کو نہ بھول پائیں گے ، وہ تھا دلوں کا ، بادشاہ
دے کے سکوتِ شب میں وہ ، اونچی صدا چلا گیا

فانی ہے یہ جہاں یہاں ، کون رہا ہے دیر تک
دنیا میں اس کا مرتبہ ، کس نے کہا ، چلا گیا

طارق اسی کا فیض ہے کہ ہم ہیں درد آشنا
دے کے ہمیں خلوصِ دل سے جو دعا ، چلا گیا

نگر نگر پھرے مگر کہیں ملا نہ وہ گھر

نگر نگر پھرے مگر کہیں ملا نہ وہ گھر
جو چندے آفتاب ہو جو چندے ماہ تاب ہو

جو چال میں وقار ہے ، جمال و حسنِ یار ہے
اسی کے ساتھ تم چلو ، مصاحبِ نواب ہو

زمانے بھر کی نعمتیں ، خدا کرے تمہیں ملیں
قدم قدم دُعا تمھارے ساتھ ، بے حساب ہو

جہاں کہیں بھی تم رہو ، ہمیشہ یوں ہی خوش رہو
خدا کرے نصیب میں تمہارے آب و تاب ہو

چلے چلو ،جو رات ہے یہ کچھ دنوں کی بات ہے
کھُلا ہوا ملے تمہیں ، جو رحمتوں کا باب ہو

رہیں بلند حوصلے ، تمہیں ہو علم اس قدر
سوال ہو اگر کوئی ، جواب لاجواب ہو

اگر ہو ہاتھ میں دُعا ،مرَض رہے نہ لا دوا
اگر ہو ں نفرتیں کہیں ،تمھیں نہ اضطراب ہو

ترقّیاں تمھیں ملیں ، جہاں بھی روزگار ہو
جو کام حوصلے کا ہو ، تمہارا انتخاب ہو

تمہاری خدمتوں سے خوش ، تمہارا رہنُما رہے
ہے وقت بہترین ، جب کہ عالمِ شباب ہو

"حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کی یاد میں"

کبھی کالج میں ہم پڑھتے پڑھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے
وہاں مہماں کبھی مرکز سے آتے تھے، وہ کیا دن تھے

انہی میں یاد ہیں ، اک خو بصورت شخصیت والے
ہماری رہنمائی کو جو آتے تھے ، وہ کیا دن تھے

گرم جوشی سے باتیں جب کیا کرتے تھے وہ ہم سے
ہمارے دل کی دھڑکن وہ بڑھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

سوال اکثر عجب کرتے تھے نادانی میں ہم ان سے
ہماری سُن کے باتیں مسکراتے تھے ، وہ کیا دن تھے

خلافت پھر ملی ان کو ، امامت کا جو دور آیا
تو بیعت کر کے سب کو ہم بتاتے تھے، وہ کیا دن تھے

میں کھو کر یاد میں ان کی ، یہ اکثر ان سے کہتا ہوں
جو صحبت آپ کی میں دن بِتاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

سوالوں اور جوابوں میں محبّت پھُوٹی پڑتی تھی
ہمارے قُرب میں جب آپ آتے تھے وہ کیا دن تھے

خطابوں اور درسوں کا تو شہرہ تھا ہی عالم میں
مگر خطبات جب کیسٹ میں آتے تھے ، وہ کیا دن تھے

کبھی پردیس کے نظّارے لے آتے تھے باتوں میں
سُنا کر دیس کے قصّے رُلاتے تھے وہ کیا دن تھے

محبّت کی انوکھی داستاں مل کر رقم کرتے
دل و جاں آپ پر سب ہی لُٹاتے تھے، وہ کیا دن تھے

محبّت کے اسیروں کا بھی ذکرِ خیر کر دیتے
شہیدوں پر تو واری واری جاتے تھے وہ کیا دن تھے

پڑھا کرتے تھے اردو نا بلد تھے ، اِس زباں سے جو
انہیں ٹی وی پہ اردو خود سکھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

مسیحا کے خلیفہ کی عجب اک شان ہوتی ہے
مسیحائی بھی ٹی وی پر سکھاتے تھے ، وہ کیا دن تھے

کئی تفسیر پڑھتے تھے گھروں میں بیٹھ کر ان سے
جو خوش قسمت تھے ، ملنے کو چلے آتے تھے کیا دن تھے

پھر آئے الوداع کہنے ہزاروں لوگ دنیا سے
حزیں دل سے جو رخصت کر کے جاتے تھے، وہ کیا دن تھے

اُسے زندہ رکھیں گی اس کی یادیں تا ابد طارق
مجالس میں جو ہم طاہر کی آتے تھے وہ کیا دن تھے

وہ سب کے ساتھ تھا لیکن مجھے لگا تنہا

وہ سب کے ساتھ تھا لیکن مجھے لگا تنہا
اسی سے بزم کی رونق تھی پر وہ تھا تنہا

اگرچہ سامنا اس کا رہا اندھیروں سے
مگر وہ نور کا پیکر تھا اک دیا تنہا

بلند عزم تھا اس کا ، عظیم ہمّت تھی
جو آئے طوفاں ، مقابل کھڑا رہا تنہا

چراغِ معرفت تھا ، علم کا سمندر تھا
وہ دُور بیں تھا ، بہت دُور تک گیا تنہا

دُکھوں سے دوسروں کے بیقرار رہتا تھا
دعائے نیم شب اس کی تھی اور خدا تنہا

کلام اس کا روانی میں جیسے دریا تھا
چلا وہ ساتھ ، نہ رویا نہ خود ہنسا تنہا

جو بات کہتا ، خدا اس کو پوری کر دیتا
نہیں تھے ہم ہی کہ دیکھا یہ معجزہ تنہا

خدا نے اس کو مطہّر بنایا تھا طارق
وہ پاک کر کے دلوں کو چلا گیا تنہا

❀❀❀

لگا تھا دل پہ اچانک جو تیر یار کا زخم

لگا تھا دل پہ اچانک جو تیرِ یار کا زخم
بھرا نہیں ہے وہ اب تک نظر کے وار کا زخم

ہمیشہ رِستا رہا ہے وہ میری یادوں میں
خزاں میں اور ہرا ہو گیا بہار کا زخم

مرا بدن نہیں زخمی ہوا ہے پتھر سے
گلاب نے یہ دیا ہے نہیں ہے خار کا زخم

مجھے عزیز رہا درد جو ملا تُجھ سے
لگا جو راستے میں تیرے ، سنگسار کا زخم

زمین ہی نہیں شاہد ہے آسماں اس پر
کہاں کہاں نہ لگا دل پہ انتظار کا زخم

نصیبِ چارہ گری ، ہو گیا تِرا ملنا
بھرے گا کیسے لگا ہے جو تیرے پیار کا زخم

ہوئی ہے جب بھی ملاقات ہو گیا تازہ
تری نگاہ کا جوں تیغِ آب دار کا زخم

چھلک گئی ہیں جو آنکھیں کھلا ہے راز اس کا
چھپا کے رکھا تھا ہم نے دلِ فگار کا زخم

ہے راس آ گئی طارق ہمیں یہ ویرانی
کوئی جو دیتا نہیں طعنِ تیز دھار کا زخم

عادت ہمیں جو پڑ گئی ہے تیرے پیار کی

عادت ہمیں جو پڑ گئی ہے تیرے پیار کی
اب ہر گھڑی کٹھن ہوئی ہے انتظار کی

پھر سے ترے وصال کا سامان جلد ہو
آقا دعا ترے لئے دیوانہ وار کی

وہ آ گئے ہیں دن جو گزرتے تھے تیرے ساتھ
کوشش جو ہم نے ملنے کی تھی بار بار کی

تیری حسین یادیں بڑھاتی ہیں اضطراب
دھڑکن کو کون تھامے دلِ بے قرار کی

گل کیا ، چمن بھی تیرے بنا ، سب اداس ہیں
گلشن نے اپنے گِرد فضا ، سوگوار کی

کلیوں کو مُسکرانے کی عادت نہیں رہی
پھولوں کو ڈھانپ بیٹھی ہے ، اک باڑ خار کی

آؤ تو مل کے گائیں گے نغمے بہار کے
نفرت ہو دور ، ایسی ہو آواز پیار کی

پھر گونج اُٹھے نعرۂ تکبیر سے فضا
ہوں پھر رسا دُعائیں ، تہجّد گزار کی

طارق رہی ہے دل کی تمنّا یہی سدا
آتی رہے صدا ہمیں رِضوانِ یار کی

جہاں جہاں بھی تُو ٹھہرا جہاں چلا ہو گا

جہاں جہاں بھی تُو ٹھہرا ، جہاں چلا ہو گا
وہی تو قبلہ و کعبہ ، مرا رہا ہو گا

میں ہو گیا جو معطّر ، تری محبّت سے
زمانہ اب مری خوشبو سے ، آشنا ہو گا

سہانے خوابوں سے میں نے ، بسائی جو دنیا
تو اس میں ہر جگہ تُو ہی تو پھر رہا ہو گا

وہ آج مجھ سے ملا جب تو کچھ خفا سا تھا
غلط کسی نے مرے بارے ، کہہ دیا ہو گا

مری وفا میں اسے کب ہے کوئی داغ ملا
صفائی دل کی جو کی ، وقت کچھ لگا ہو گا

چمن میں ایک سے بڑھ کر ہے ایک گل لیکن
الگ وہ ان میں ، نمایاں بہت ، دِکھا ہو گا

یہ تم جو آہٹیں اپنے قریب سُنتے ہو
بتا رہی ہیں ، وہ نزدیک آ گیا ہو گا

کہاں پہ رہ گئے طارق ، کہ اتنی دیر ہوئی
تمہارا قافلہ شاید ، نکل چکا ہو گا

جو اپنے ہاتھ سے میں نے کلام لکھا تھا

جو اپنے ہاتھ سے میں نے کلام لکھا تھا
بڑے ہی پیار سے اس میں سلام لکھا تھا

پرانے کاغذوں میں وہ کہیں پڑا ہو گا
وہ خط جو میں نے کبھی تیرے نام لکھا تھا

جنوں کے رنگِ محبّت کی روشنائی میں
جو دل پہ گزری ، وہ سارا پیام لکھا تھا

ہیں زندگی کا اثاثہ مرا ، وہی کچھ دن
کہ در پہ تیرے جو ، میرا قیام لکھا تھا

نصیب اس کے ہمیشہ ، ہوئے ہیں تابندہ
کہ تیرے سامنے ، جس کا مقام لکھا تھا

کبھی جو آئے تصوّر میں وہ حسیں لمحے
وہ ہوں گی خواہشیں پوری ، تمام لکھا تھا

میں طارق ایسے جیا ہوں کہ جاں لُٹا کر بھی
اسی کے نام پہ جینا ، مدام لکھا تھا

مسکرانا زیرِ لب مہمان کا اچھا لگا

مسکرانا زیرِ لب مہمان کا اچھا لگا
جو تعارف بھی ہوا ، انجان کا اچھا لگا

دھیرے دھیرے آ گئے حالات سارے سامنے
مجھ کو تو اخلاق اس انسان کا اچھا لگا

اس کی شخصیّت نمایاں تھی بڑے اوصاف میں
مجھ کو ہر پہلو سے وہ ایمان کا اچھا لگا

جب بھی دیکھا غور سے میں نے اسے اب کیا کہوں
حسن کا تو ذکر کیا احسان کا اچھا لگا

کون باریکی میں جا کر دیکھتا ہے حالِ دل
دور بیں تھا وہ مجھے پہچان کا اچھا لگا

میکدے میں جب گیا مجھ کو پذیرائی ملی
پی کے آیا جب ، نشہ عرفان کا اچھا لگا

میں نبھاؤں گا کیا ہے اس سے جو عہدِ وفا
وہ تو اپنے عہد اور پیمان کا اچھا لگا

طارق اب سارے کے سارے ہم ہوئے اس پر فدا
اس کی خاطر اب تو سودا جان کا اچھا لگا

خلافتِ خامسہ کا انتخاب

وہ جو دنیا کی نگاہوں سے رہا مستور تھا
پانچواں ہو کر خلیفہ ، ہو گیا مشہور تھا

منتخب ہو کر جو آیا ، نام وہ مسرور تھا
جو خدا نے اپنے ہاتھوں خود کیا منظور تھا

مرتبے پر ناظرِ اعلیٰ کے جو پہلے سے تھا
ایک عالم دیکھ کر اس کو ہوا مسرور تھا

گرچہ کم گو تھا ، مگر وہ تھا ذہیں ، پرہیز گار
انتظامی مسئلوں میں خوب رکھتا ، نور تھا

عاجزی میں اس کی شخصیت تھی ایسی پُر وقار
ہر تکلّف ، ہر تصنّع ، خود سے رکھتا دور تھا

دیکھ کر اس کی عبادت ، یہ ہوا اکثر گماں
وہ خدا کی بارگہ کا بندۂ منصور تھا

ساتھ دینے کی ، خدا نے خود تسلّی اس کو دی
وہ مسیحِ پاک کے الہام میں مذکور تھا

ہے خلافت اِس کی شاہد ، ہے خدا کا انتخاب
جو جماعت کی ترقّی کے لئے مامور تھا

کیا عجب ، طارق اگر ہیں عاشقوں میں ہم شمار
ہر کوئی اس کی نگاہوں سے ہوا مسحور تھا

مسرور جب سے ہو گیا محبوب دوستو

مسرور جب سے ہو گیا محبوب دوستو
ہم پر کرم خدا کا ہوا خوب دوستو

دیکھا ہے اس نے مست نگاہوں سے ایک بار
ہم تو اسی سے ہو گئے مضروب دوستو

پھرتے ہیں اس گلی میں جو دیوانہ وار ہم
کہتے ہیں لوگ ہو گئے مجذوب دوستو

جب سے ہوا ہے آ کے وہ آباد شہر میں
کوچے یہاں سبھی ہوئے مرغوب دوستو

کتنے ہی لوگ لے گئے حسرت دلوں میں یہ
ہم اس سے کیوں نہ ہو گئے منسوب دوستو

دُنیا کو اس نے پیار کا ایسا سبق دیا
دُشمن بھی اس سے ہو گئے مرعوب دوستو

ساقی لُٹائے علم اور معرفت کے جام
پی کر تو دیکھو ، یہ کبھی مشروب دوستو

ظلمت رہی ہے بر سرِ پیکار ، نور سے
کیوں صبحِ نو سے ہو گئے ، محجُوب دوستو

وہ خود ہی فیصلہ کریں ، خود ہی جرح کریں
کوئی ہمارا بھی تو ہو ، مندوب دوستو

لکھی گئی ہے فتح ہمارے نصیب میں
ہو کر رہے گا ، جو ہوا ، مکتوب ، دوستو

تم بھی بڑھا کے ہاتھ ، وہی ہاتھ تھام لو
گر ہے وصالِ یار ہی مطلوب ، دوستو

طارق سکھا دیا اسی نے گفتگو کا ڈھنگ
اعلیٰ سُخن کا ہو گیا اُسلوب دوستو

صبا خوشبو کہیں اُس کی دریچے سے چُرا لائی

صبا خوشبو ، کہیں اُس کی ، دریچے سے چُرا لائی
خوشی سے آب دیدہ دل ، نے کی اس کی ، پذیرائی

مرا دل ، کیوں نہ ہو بے چین ، جاؤں میں اسے ملنے
فلک پر دیکھنے مسرور کو ، قوسِ قزح آئی

زمانے بھر کے لوگوں نے گواہی دی ہے کوئی بھی
نہیں ہے اس سے بڑھ کر ، آشتی کا جگ میں شیدائی

وہ سچ کہنے سے ، گھبراتا نہیں ، دربار میں جا کر
نہ دامن گیر ڈر اس کو ، نہ کوئی خوفِ رُسوائی

جہاں کے بادشاہ اُٹھ کر ، اُسے تعظیم دیتے ہیں
کہاں جھوٹوں کو ملتی ہے ، بھلا یہ، عزّت افزائی

مریضوں کے لئے ، ہو درد مندانہ دُعا ، اس کی
جہاں تک ہو سکے ، کرتا ہے وہ ، سب کی مسیحائی

پلائے ، چاہت و عرفانِ ربّانی کی مے اکثر
اسی کے میکدے سے ، ہم تو رکھتے ہیں ، شناسائی

ہے طارق بھی ، انہی دیوانوں میں شامل ، ہوا کب سے
ہوئے اہلِ خرد ہیں ، عشق میں اس کے ، جو سودائی

دردِ دل کے واسطے محبوب ہونا چاہیے

دردِدل کے واسطے ، محبوب ہونا چاہیے
حالِ دل ، قرطاس پر ، مکتوب ہونا چاہیے

جاتے جاتے ، اس نے ڈالی تھی ، نگہ میری طرف
تیر کھا کر ، اب تو دل ، مضروب ہونا چاہئے

عمر بھر ہم ، اُس کو پانے ، کی سعی ، کرتے رہے
اس کو پانے ، کو مگر ، مجذوب ہونا چاہیے

دُشمنوں نے ، یہ ہوائی ، بھی اُڑائی ، شہر میں
دل لگی کو ، بھی تو چہرہ ، خوب ہونا چاہیے

ہاتھ آ جاتی ہے منزل ، گر رہیں ، ثابت قدم
صبر کرنے ، کے لئے ، ایّوب ہونا چاہیے

بات ہم ، دُنیا میں ، پھیلا کر ، ہی رہتے ، ہیں مگر
واقعہ ، دل کو ذرا ، مرغوب ہونا چاہیے

ہم جُدائی کے تصوّر ، سے ہی گھبراتے رہے
دل کے ہاتھوں ، یوں نہیں ، مغلوب ہونا چاہیے

دل درِ جاناں پہ رکھ کر ، ہم تو طارق آ گئے
کوئی تو اُس شہر میں ، مندوب ہونا چاہیے

اس کے قدموں کا نظر کر کے شمار آئی ہے

اس کے قدموں کا ، نظر ، کر کے شمار آئی ہے
آج پھر گلشنِ احمد میں ، بہار آئی ہے

پھر سے چُومے ہیں قدم ، گلیوں نے ، اُس مہ رُخ کے
ساتھ اک فوج ، فرشتوں کی ، سوار آئی ہے

دیکھ کر اس کو ، یہ احساس ہوا ، فرقت بھی
اس سے ، قربت کے ، تعلّق کو ، نکھار آئی ہے

کہہ تو پایا نہ کبھی ، اُس سے ، محبّت ہے مجھے
بات ویسے ، یہ مرے دل میں ، ہزار آئی ہے

طارق اُس نور کے پیکر نے ، دُعا جب بھی دی
جا کے وہ میرے مقدّر کو ، سنوار آئی ہے

❀❀❀

دیکھنے میں بھی اسے ایک جھلک جاؤں گا

دیکھنے میں بھی اسے ایک جھلک جاؤں گا
یہ الگ بات کہ مے بن کے چھلک جاؤں گا

اُس کے چہرے پہ سبھی رنگ ہی کِھل جاتے ہیں
دیکھنے رنگوں سے بنتی میں دھنک جاؤں گا

اس کی آنے سے چمن یوں ہی معطّر ہو گا
ساتھ اس کے جو رہا میں بھی مہک جاؤں گا

اس کے انوار کی کرنوں سے منوّر ہو کر
ایک دن دیکھنا میں بھی تو چمک جاؤں گا

میں نے رکھا جو قدم اس کے قدم سے آگے
کیا ضمانت کہ میں رستہ نہ بھٹک جاؤں گا

ایک عالم نے پیا اس کی محبّت کا نشّہ
اتنا کم ظرف نہیں میں کہ بہک جاؤں گا

وقت لگتا ہے کسی طفل کو بالغ ہوتے
میں کوئی غنچہ نہیں پل میں چٹک جاؤں گا

لمحہ لمحہ جو خیال آتا ہے اس مہ رُخ کا
اب وہ لے جائے جہاں تک بے دھڑک جاؤں گا

وہ بھی رکھتے ہیں مری آمد و رفتن پہ نظر
میں رقیبوں کو بہت جلد کھٹک جاؤں گا

آبلہ پا ہوئے کتنے جو سفر پر نکلے
میں ترے ساتھ مگر حشر تلک جاؤں گا

پیرہن چاک ہوا عشقِ بتاں میں طارق
عمر بھر سیتے ہوئے اس کو تو تھک جاؤں گا

❀❀❀

مسکراتے ہوئے آتے ہوئے دیکھا ہے اُسے

مسکراتے ہوئے آتے ہوئے دیکھا ہے اسے
دل میں وہ چہرہ بساتے ہوئے دیکھا ہے اسے

اس کے انوار سے ماحول منوّر جو ہوا
نور وہ دل میں سماتے ہوئے دیکھا ہے اسے

اس کی پاکیزگیٔ روح نہ پوچھو ہم سے
ہم نے زمزم میں نہاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

اس نے ہر وار لیا سینے پہ آگے بڑھ کر
دل کو زخموں سے سجاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

کتنے بیمار دلوں کو وہ شفا دیتا ہے
مردہ روحوں کو جِلاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

ساتھ لے کر اسے چلتے ہیں فرشتے ہر دم
ہاتھ کو ہاتھوں پہ لاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

اس کی پرواز اکیلے ہی نہیں ہوتی یہاں
اور طائر بھی اڑاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

بانٹتا پھرتا ہے گھر گھر میں وہ عرفاں کی شراب
تشنہ روحوں کو پلاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

اس نے ہر خطرے سے عالم کو خبر دار کیا
سو نے والوں کو جگاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

آگئے امن میں طارق جو سمجھ جاتے ہیں
جنگ سے روز بچاتے ہوئے دیکھا ہے اسے

آ کے محفل میں تری دل بڑا مسرور ہوا

آ کے محفل میں تری دل بڑا مسرور ہوا
دل کا آئینہ تجھے دیکھ کے پُر نور ہوا

میرے دل میں جو خیال آیا کہیں جانے کا
سامنے آ گیا چہرہ تِرا منصور ہوا

میں نے جب سے کیا اقرارِ محبّت تُجھ سے
مجھ کو ہرحال میں وعدہ تِرا منظور ہوا

ہجر میں تیرے مرے دل پہ گزرتی کیا ہے
کیسے بتلاؤں ، نہ آنے پہ ہوں مجبور ہوا

لوگ آتے ہیں ملاقات کو دنیا بھر سے
ایک عالم میں تِرا نام جو مشہور ہوا

تُجھ سے نسبت جو ہوئی ایک غلامی کی مجھے
میں اسی رشتے سے پھرتا رہا مغرور ہوا

جب سے میں نے کیا ہر کام تری مرضی سے
اپنا ہر ایک عمل دیکھا ہے مبرور ہوا

طارق اب نام ہے اس کے ہی تری شام و سحر
جس سے عرفان کی مے پی کے تُو مخمور ہوا

میرے افکارِ پریشاں بھی تمہی ہوتے ہو

میرے افکارِ پریشاں بھی تمہی ہوتے ہو
دل کی تسکین کا ساماں بھی تمہی ہوتے ہو

نور در نور کی چادر میں منوّر پیکر
میری نظروں میں وہ انساں بھی تمہی ہوتے ہو

تم محبّت پہ مری ناز بھی کرتے ہو مگر
میرے اخلاص پہ حیراں بھی تمہی ہوتے ہو

فرطِ جذبات میں بے خود میں اگر ہو جاؤں
میرے اس شوق پہ قرباں بھی تمہی ہوتے ہو

میں بھٹک جاتا ہوں دنیا کی چکا چوند میں جب
راہ دکھلانے کا ساماں بھی تمہی ہوتے ہو

زخم ہر بار رقیبوں سے جو ملتا ہے مجھے
میرے ہر درد کا درماں بھی تمہی ہوتے ہو

جب اندھیروں میں زمیں راستہ اوجھل کر دے
تب فلک پر مہِ تاباں بھی تمہی ہوتے ہو

دور منزل ہے مری راہ کٹھن ہے لیکن
مشکلیں کرنے کو آساں بھی تمہی ہوتے ہو

میں تمہارے ہی لئے شعر کہا کرتا ہوں
میری سب غزلوں کا عنواں بھی تمہی ہوتے ہو

تم خلافت کی رِدا اوڑھ کے آئے ہو مگر
بادشاہ از درِ یزداں بھی تمہی ہوتے ہو

طارق اس دور میں دل تم بھی کہاں دے بیٹھے
اب سرِ کوچۂ جاناں بھی تمہی ہوتے ہو

مسکراہٹ بانٹنے تم آؤ نا

مسکراہٹ بانٹنے تم آؤ نا
آ کے محفل میں کبھی تم جاؤ نا

یاد کے گہرے سمندر میں کبھی
تم اتر جاؤ تو واپس آؤ نا

اک طلسماتی محل میں بیٹھ کر
گیت مدھم سُر میں کوئی گاؤ نا

وقت نے جو زخم گہرے دے دیئے
وہ تو بھر جائیں گے آخر گھاؤ نا

مصلحت دیکھیں اگرچہ لوگ سب
تم تو سچ کہتے ہوئے شرماؤ نا

مجھ کو تاریکی میں ٹھہرا دیکھ کر
راستے کی روشنی بن جاؤ نا

صبح دم سورج کی کرنیں بن کے تم
خواب سے مجھ کو جگانے آؤ نا

شام کو زینے پہ یوں ہی بیٹھ کر
تم کسی کی یاد میں کھو جاؤ نا

دھیرے دھیرے چل رہی ہے زندگی
زندگی میں پھر مجھے دوڑ آو نا

ایک پل سے دوسرے تک فاصلہ
فاصلوں کو اس قدر بڑ ھاو نا

چار دن ہی آپ کی قربت ملے
کچھ تو پورے ہوں گے میرے چاؤ نا

تیرے بن طارق بھلا کیسے رہے
اس کی یادیں تو اسے لوٹاؤ نا

دیکھا ہے وہ چہرہ کبھی جی بھر نہیں دیکھا

دیکھا ہے وہ چہرہ کبھی جی بھر نہیں دیکھا
نظریں جو ملیں ، نظریں اُٹھا کر نہیں دیکھا

اک حسن کے جلوے کا تصور تو ہے قائم
آنکھوں نے اسے نور سے باہَر نہیں دیکھا

اُس شمعِ فروزاں پہ فدا ہم جو ہوئے ہیں
اُس لعل سا روشن کوئی گوہر نہیں دیکھا

ہم ہی نہیں داخل صفِ عشّاق میں اس کی
کرتا جو نہ ہو جان نچھاور ، نہیں دیکھا

دل اس کی محبّت میں دھڑکتا ہے تو ایسا
ہم نے تو کوئی دنیا میں ، دلبر نہیں دیکھا

ہے ایک جہاں کب سے کھڑا اس کے مقابل
اس میں کبھی دشمن کا کوئی ڈر نہیں دیکھا

الزام ہمیں دیتی ہے دنیا تو وہ دے گی
پیغام یہ رکنے کا تو منظر نہیں دیکھا

عرفان کے نکتوں کو صحیفوں سے بتا کر
جو علم سے کرتا ہو منوّر نہیں دیکھا

طارق کو تسلّی ہے تو بس اس کی دعا سے
اس جیسا زمانے میں تو رہبر نہیں دیکھا

رفاقت تجھ سے ہوتی جا رہی ہے

رفاقت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے
کہ اُلفت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

خلافت کا جو پہنا تاج سر پر
ارادت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

ترے اخلاق کا ہے یہ کرشمہ
کرامت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

عداوت تھی جنھیں تُجھ سے، انہیں اب
عقیدت تُجھ سے ہوتی جارہی ہے

کھڑے ہیں دیکھنے جو لوگ اتنے
قیامت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

دلِ ناداں تجھے کہتا ہے اپنا
محبّت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

سرِ بازار دل کو بیچ ڈالا
کہ بیعت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

اُسے جو اب تلک تُجھ کو نہ سمجھا
رقابت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

مریضِ عشق کا تُو چارہ گر ہے
طبابت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

لکھی دل پر کتابِ عشق میرے
قَراءَت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

تجھے دیکھے تو دل رُک رُک کے دوڑے
کہ قربت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

پگھل جاتی ہے دل کی جو سیاہی
حرارت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

عبادت ہے تری صحبت کہ دل میں
طہارت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

غنیمت ہیں مجھے دو چار لمحے
قرابت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

سعادت بیٹھنا قدموں میں تیرے
سیادت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

بشارت ہو تجھے طارق جو اُس کی
اطاعت تُجھ سے ہوتی جا رہی ہے

ہم ترے شہر میں اس طور گزارا کرتے

ہم ترے شہر میں اس طور گزارا کرتے
یاد کر کر کے ، تجھے روز پکارا کرتے

تیری خاطر ہی اتر آئے تھے میدان میں ہم
ورنہ ہر گام پہ ہم ، دنیا سے ہارا کرتے

وقت مشکل تھا ملاقات کا ساماں نہ ہوا
کیسے ممکن تھا کہ ہم تم سے کنارا کرتے

کب ہمیں دنیا کی آسائشیں تھیں مدِّ نظر
ہاں مگر تم بھی کسی روز اشارہ کرتے

جان دے کر بھی کہاں چین ہمیں آیا ہے
ہم تو ہر روز ہی اس جان کو وارا کرتے

رات بھر رقص کیا شمع کے پروانوں میں
ہم وہیں پر تھے ، اگر ذکر ہمارا کرتے

حُسن پر اپنے بھروسہ نہ اگر ہوتا اُنہیں
آئینہ دیکھ کے وہ خود کو سنوارا کرتے

وہ جو موجود تھا ہم سب کی تسلّی کے لئے
کچھ سنا کر اسے ہم ، بوجھ اتارا کرتے

چاند کو دیکھ کے ہم بھی تو سیہ راتوں میں
اپنی پلکوں پہ کبھی اشک ستارہ کرتے

طارق اب آ ہی گئے ہو تو انہیں بتلا دو
وہ سمجھ جاتے اگر غور دوبارہ کرتے

❀ ❀ ❀

قدرتِ ثانیہ کا پانچواں مظہر

(خلافت کے انیسویں سال کے آغاز پر)

لبوں پر اک تبسّم ، اس کی باتوں میں تغزُّل ہے
فرشتوں جیسا چہرے پر سکوں ، حسن و تجمُّل ہے

خدا کی دوسری قدرت کا مظہر پانچواں ہے وہ
اسی سے اب مسیحا کی خلافت کا تسلسُل ہے

وہ کلمہ ہے خدا کا اور خدا جو بات کہتا ہے
کبھی اس بات میں دیکھا نہیں ہوتا تبدُّل ہے

رہے جو اس کی صحبت میں ، کرے وہ تزکیہ اُس کا
ملا اس کو عبادت میں خدا کا وہ تبتُّل ہے

سُبک رفتار ہے وہ تیز رکھتا ہے قدم اپنے
چلو گے ساتھ کیسے گر طبیعت میں تسہُّل ہے

خدا نے اِس جہاں میں کر دیا عالی مقام اس کا
پسند اس کو ہے جس میں انکساری ہے ، تذلُّل ہے

ہے غیرت دیں کی ، نصرت رعب کی ، ربّ کی عطا اس کو
مزاج اس کا بہت دھیما ، طبیعت میں تحمُّل ہے

جہاں بھر کو دیا توحید کا پیغام جُرأت سے
کہ ہر ایوان میں گونجے اذاں ، اس کا تخیُّل ہے

خطاب اس کا ہر اک جامع ، دلائل سے مزیّن ہے
لگے خطبہ جمعہ ، مہدی کی باتوں کا تمثُّل ہے

خدا نے اس کے ہاتھوں میں تھمائی ہے زمام اِس کی
بنایا رہنما ، اس قافلے کا یہ تفضُّل ہے

خلافت جو ملی ہے مومنوں کو ایک نعمت ہے
یہ نعمت تب ملے ، احکامِ دیں پر جب تعمُّل ہے

کیا ہے عہدِ بیعت جب ، تو پھر اس کے اشارے پر
فدا ہونے میں کس کو اک ذرا سا بھی تأمّل ہے

فدا ہم ہو گئے طارق ، جو دیکھا وہ رُخِ انور
دیا ہاتھوں میں ہاتھ اس کے ، خدا پر اب توکُّل ہے

تم سے ملنے اگر گئے ہوتے

تم سے ملنے اگر گئے ہوتے
یہ مقدّر سنور گئے ہوتے

ہم بتوں سے فریب کھا بیٹھے
ورنہ کیا کیا نہ کر گئے ہوتے

زندہ رہنا تمہی سے سیکھا ہے
ورنہ ہم کب کے مر گئے ہوتے

ایک تم ہی نے روک رکھا ہے
کب سے ہم اپنے گھر گئے ہوتے

چپ رہے ہم ادب کے مارے بس
کیا نہ ہنگامہ کر گئے ہوتے

ہم نے سیکھی وفا بھی تم سے ہے
ورنہ کب کے بکھر گئے ہوتے

تم اگر لیتے امتحاں اپنا
ہم تو جاں سے گزر گئے ہوتے

دل پہ کیا کیا نہ پھر گزر جاتی
دیکھنے اس کو گر گئے ہوتے

طارق اتنا جو انتظار کیا
اور تھوڑا ٹھہر گئے ہوتے

آ گئے ہیں جو یہاں اب نہیں جانے والے

آ گئے ہیں جو یہاں اب نہیں جانے والے
میکدے سے نہیں آئیں گے اٹھانے والے

تشنہ لب پیاس بجھائیں گے تو جائیں گے کہیں
چشمۂ فیض پہ آئے ہیں جو آنے والے

وقت کی بات ہے پکڑے گی مکافاتِ عمل
کب سکوں پائیں ، فقیروں کو ستانے والے

روح بیتاب ہے ، دل تیرے بنا ہے بے کل
ختم ہوتے ہیں کہاں لمحے رُلانے والے

اُٹھ کے اب ہم تری محفل سے کہاں جائیں گے
یونہی کہتے ہیں یہ بے پر کی اُڑانے والے

ہم نے دھوکہ نہیں کھایا تجھے دیکھا جب سے
گو ملے ہم کو بہت خواب دکھانے والے

دب نہیں سکتی ہے طارق کبھی حق کی آواز
ہوں گے خاموش یہی شور مچانے والے

سفر کا شوق بھی، دُشوار رہگُزار بھی ہے

سفر کا شوق بھی ، دُشوار رہگُزار بھی ہے
میں چل پڑا ہوں تو منزل کا انتظار بھی ہے

چمن میں پھول کھلے ہیں ، فضا میں خوشبو ہے
ہو الوداع اے خزاں ! ، کہہ رہی بہار بھی ہے

ہم اس سے پہلے بھی آئے ہیں اس طرف اکثر
مگر وہ آیا ہے جب سے یہاں قرار بھی ہے

ہمارا حوصلہ بڑھتا ہے اس کی رحمت سے
نظر میں اپنے گناہوں کا کچھ شُمار بھی ہے

نگاہ نیچی کئے سر جھکائے بیٹھے ہیں
ادب کا بھی ہے تقاضا ، کچھ اس سے پیار بھی ہے

مجھے خلوص سے انکار تو نہیں لیکن
عروج پر یہاں جذبوں کا کچھ نکھار بھی ہے

مرے لہو میں ہے باقی ابھی وفا کی مہک
ہزار بار دل و جان یہ نثار بھی ہے

نگار خانۂ دل میں بسا ہے عکس اُس کا
اسی کی نظرِ عنایت سے دل فِگار بھی ہے

نگاہِ شوق میں دیکھا ہے پیار بھی اس نے
ہماری بات پہ کچھ اس کو اعتبار بھی ہے

گمان ہے یہی طارق ، تمہیں محبّت ہے
جو اُس کا تذکرہ ہے ، ذکر بار بار بھی ہے

اُس نے پوچھا تو مُدّعا ہم سے

اُس نے پوچھا تو مُدّعا ہم سے
کیسے آئے ہو ، یہ کہا ہم سے

بد گُمانی تو تھی زمانے کو
اُس کو کوئی نہ تھا گلِہ ہم سے

ہم نے کب دوسروں کی پروا کی
فکر تھی وہ نہ ہو خفا ہم سے

کشتیٔ نوح میں ہیں سوچیں اب
چاہتا کیا ہے ناخُدا ہم سے

زندگی ہے سو وہ اسی کی ہے
اور مانگے گی کیا قضا ہم سے

سوچ لو ! راہ یہ کٹھن ہے ذرا
اُس نے پوچھا تھا بارہا ہم سے

چل پڑے ہم بھی ساتھ ساتھ اُس کے
اور کتنے تھے با وفا ہم سے
جان طارق نثار اُس پہ کی
اِس سے بڑھ کر نہ کچھ ہوا ہم سے

جو دیکھ کر تیرا ایک جلوہ ، نہال ہوتے ، کمال ہوتے

جو دیکھ کر تیرا ایک جلوہ ، نہال ہوتے ، کمال ہوتے
جو پاک صحبت میں تیری رہ کر ، خیال ہوتے ، کمال ہوتے

ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں وہ بزم آرائیاں کہ جن میں
جواب جو بھی ، سبھی کے سن کر سوال ہوتے ، کمال ہوتے

وہ اہلِ صفّہ جو بیٹھے رہتے کہ بات سننے سے رہ نہ جائے
اے کاش ہم بھی ابو ہریرہ ، بلال ہوتے ، کمال ہوتے

بتانِ وہم و گماں کی دنیا سے دل لگایا تو کیا کمایا
متاعِ علم و یقیں سے جو مالا مال ہوتے ، کمال ہوتے

نگاہ اپنی حسین چہرہ تلاش کرتی ہے آئینے میں
جو دیکھنے میں ترا ہی عکسِ جمال ہوتے ، کمال ہوتے

فدا کیا ہے جو مال و دولت نہیں ہے تُجھ پر یہ کوئی احساں
تری اطاعت میں ہم اگر بے مثال ہوتے کمال ہوتے

محبّتوں نے عجیب رشتوں میں باندھ رکھا ہے دوستوں کو
ہمارے جذبے جو ساتھ اہل و عیال ہوتے ، کمال ہوتے

سبھی یہ کہتے سنے ہیں ہم نے گئی جو ان کی کبھی حکومت
کہ ہم جو کرسی پہ پھر سے اپنی بحال ہوتے ، کمال ہوتے

ہیں کس قدر خوش نصیب طارق جو پیدا اس دور میں ہوئے ہیں
کہا یہ کتنوں نے گر محمّد کی آل ہوتے ، کمال ہوتے

وہ بادشاہ بھی درویش ہے بتایا گیا

وہ بادشاہ بھی درویش ہے بتایا گیا
"بلا" کا سامنا در پیش ہے بتایا گیا

وفا کا اس سے تقاضا تو خیر کیا کرتے
حساب اپنا کم و بیش ہے بتایا گیا

چلے تھے گھر سے ملاقات ہو ہی جائے گی
اُسے بھی کچھ تو پس و پیش ہے بتایا گیا

اصول کچھ تو نبھاتے قریب جانے کے
یہ اپنا جذبہ کم اندیش ہے بتایا گیا

مدد کو دوسروں کی جایئے مگر پہلے
یہ حق اسی کا ہے جو خویش ہے بتایا گیا

ہم آ گئے ہیں جو پردیس میں ہمیں طارق
رہیں جہاں بھی وہی دیش ہے بتایا گیا

یہ آنکھیں شاد ہوتی ہیں یہ دل مسرور ہوتا ہے

یہ آنکھیں شاد ہوتی ہیں یہ دل مسرور ہوتا ہے
نظر کے سامنے اک چہرۂ پُر نور ہوتا ہے

نگاہِ مستِ ساقی سے جو پی لیتا ہے محفل میں
محبّت کے نشے میں رات دن مخمور ہوتا ہے

خموشی ، مسکراہٹ بھی تو اک تاثیر رکھتی ہے
کشش اس میں ، عجب اک حسن سا مستور ہوتا ہے

نہ جانے کیا رکھا جادو زباں میں اور بیاں میں ہے
کہ اس کی بات سن کر ہر کوئی مسحور ہوتا ہے

انہیں مل کر ہوئے قائل ہیں اکثر ان کی عظمت کے
کہ دشمن بھی کبھی تعریف پر مجبور ہوتا ہے

ضروری تو نہیں ہر شخص ہی دل کی زباں سمجھے
جو حق پر جاں فدا کر دے وہی منصور ہوتا ہے

ستم سہنا روایت ہے محبّت کی کہانی میں
دل و جاں پیش کر دینا ، یہی منظور ہوتا ہے

ہمیشہ ابتدا میں ابتلا بھی پیش آتے ہیں
زمانے کا ہمیشہ سے یہی دستور ہوتا ہے

نصیب ان کا ہے روشن ، فتح و نصرت ہیں مقدّر میں
کہ آخر بادشاہوں کا یہی مقدور ہوتا ہے

ہوئے قائل ہیں طارق ہم بھی ان کے حسن و احساں کے
جو آ جاتا ہے ان کے در پہ وہ مشکور ہوتا ہے

❁ ❁ ❁

نِکہتِ گل سے مہک جائے گلستاں میرا

نِکہتِ گل سے مہک جائے گلستاں میرا
تم چلے آؤ تو ہو جشنِ بہاراں میرا

نور ہی نور اُتر آئے مرے آنگن میں
جگمگائے یوں ستاروں سے شبستاں میرا

تیرگی رات کی بھاگی ہے بڑی تیزی سے
جب فلک پر نظر آیا مہِ تاباں میرا

دور مایوسی ہوئی دل کی ہے امّید بڑھی
دیکھ کر تُجھ کو ہوا چہرہ درخشاں میرا

تیری تعریف میں الفاظ کبھی ساتھ نہ دیں
لکھتے لکھتے جو ہوا خشک قلم داں میرا

عشق میں جس کے جنوں عقل سے آگے نکلا
اس نے دیکھا ہی نہیں چاک گریباں میرا

میں نے رکھا ہے ندامت پہ بھروسا اپنا
نرم کر دے گا اسے ہونا پشیماں میرا

طارق انجام تو معلوم ہے پہلے سے اسے
اس کی خواہش ہے کہ ہو ، نام نمایاں میرا

احسان ہیں یہ اس کے یا حسن و جمال ہے

احسان ہیں یہ اس کے یا حسن و جمال ہے
یادوں کو اس کی ، دل سے بھلانا محال ہے

دل میں مرے سما گیا وہ شخص ہے جسے
مجھ سے بھی بڑھ کے ہر گھڑی میرا خیال ہے

میں ہاتھ اس کا تھام کے جو بھی قدم چلوں
گرنے کا خوف ہے نہ کوئی احتمال ہے

وہ پاک ہے وجود ، محبّت سے پُر ہے وہ
اِخلاص میں تو آپ وہ اپنی مثال ہے

عاجز ہے اپنی ذات میں ، وہ ہے بڑا حلیم
آنکھ اس کی دور بیں ہے ، علم با کمال ہے

اخلاق اس کے دیکھ کے حیرت میں پڑ گیا
جس نے بھی دیکھا ، یہ کہا وہ بے مثال ہے

دیں کے لئے ہے جب بھی ضرورت کوئی پڑی
اس کو عطا کیا خدا نے خوب مال ہے

سینے پہ اپنے وار وہ لیتا ہے بے دھڑک
خطرہ ہو کیوں ہمیں کہ ہماری وہ ڈھال ہے

بیٹھے ہیں اس کے سائے میں ، کھا کر سبھی طیور
شیریں پھلوں سے بھر گئی جو ڈال ڈال ہے

طارق بھی خوشہ چیں ہے ایک اس کے باغ کا
جس کی عطا سے ہر کوئی ہوتا نہال ہے

❀❀❀

مان ہم لیتے اسے تم جو ہدایت کرتے

مان ہم لیتے اسے تم جو ہدایت کرتے
ہم کسی بات کی تم سے نہ شکایت کرتے

تم کبھی چپکے سے آ جاتے چمن میں دل کے
ہم بیاں پھر گل و بلبل کی حکایت کرتے

ہم تو مشتاق رہے تم سے ہوں دل کی باتیں
تم ملاقات ہمیں اپنی عنایت کرتے

اور بھی لوگوں کو دعویٰ ہے محبّت کا مگر
پیار ہم بھی تو تمھی سے ہیں نہایت کرتے

ہم بھی جاں اپنی لُٹا دیتے تمھاری خاطر
ہم بھی پوری یہ محبّت کی روایت کرتے

گرچہ مشکل ہے کسوٹی پہ اترنا لیکن
آپ بھی کچھ تو مروّت میں رعایت کرتے

حق پہنچتا ہے اسے بھی تو قریب آنے کا
آپ کی ، عرصہ ہوا ، جس کو حمایت کرتے

طارق اس ذات سے اپنا جو تعلّق ہوتا
کچھ تو ہم پوری ، یہاں آنے کی غایت کرتے

❀❀❀

جو تم نہیں تو ہزاروں میں جی نہیں لگتا

جو تم نہیں تو ہزاروں میں جی نہیں لگتا
خزاں کی چھوڑو ، بہاروں میں جی نہیں لگتا

ہمیں کوئی نہ ملا آج تک جو کہتا ہو
ہمارا ان دنوں یاروں میں جی نہیں لگتا

یہ ہم جو ہجرتوں کے تجربے سے گزرے ہیں
نہیں یہ بات کہ پیاروں میں جی نہیں لگتا

لپٹ کے لہر سے دریا میں جو بڑھیں آگے
وہ لاکھ چاہیں کناروں میں جی نہیں لگتا

جنہیں یقین ہو زندہ خدا کے ہونے کا
کبھی پھر ان کا مزاروں میں جی نہیں لگتا

اگر فساد ہی ڈالا گیا ہو گھُٹی میں
تو عافیت کے حصاروں میں جی نہیں لگتا

سخن شناس ہی آتے ہیں تیری محفل میں
وہ جن کا عقل کے ماروں میں جی نہیں لگتا

اب آ ہی جائے نظر میں ہماری منزل بھی
ہمارا راہ گزاروں میں جی نہیں لگتا

کہیں سے تم بھی سواری کا انتظام کرو
پیادہ پا کا سواروں میں جی نہیں لگتا

رہی ہے گردشِ شام و سحر یونہی طارق
تمہارا کیسے مداروں میں جی نہیں لگتا

آئنہ دیکھ کے ہم تیرا، سنورتے جاتے

آئنہ دیکھ کے ہم تیرا ، سنورتے جاتے
ہم تری بات جو سنتے تو نکھرتے جاتے

دیکھ کر ہم کو فرشتے بھی تو حیراں ہوتے
ہم تِرا رنگ جو کردار میں بھرتے جاتے

کتنی گہرائی سے بندہ تِرا لایا موتی
دیکھ کر ان کی چمک لوگ ٹھہرتے جاتے

حسن کے اور بھی قائل ہوئے لاکھوں لیکن
ہیں مگر ، جگ کی روایات سے ڈرتے ، جاتے

سچ ہے ہم رسمِ وفا خوب نبھاتے مل کر
ہم محبّت میں تری جاں سے گزرتے جاتے

توڑ کر ہم کو چمن سے جو الگ کر تے ہیں
ہم ہیں خوشبو کی طرح اور بکھرتے جاتے

اس کے قدموں میں گزارے ہوئے دن یاد آئیں
اور کچھ دن بھی یہاں ایسے بسرتے جاتے

ہم تو خورشید کی مانند جیا کرتے ہیں
ڈوب جائیں بھی تو ہیں اور ابھرتے جاتے

طارق انجام جو دیکھا کئی فرعونوں کا
منہ کی کھاتے ہوئے ، ناکام ہیں مرتے جاتے

آج ہے دل میں جو ہَل چَل کبھی ایسی تو نہ تھی

آج ہے دل میں جو ہَل چَل کبھی ایسی تو نہ تھی
خواہشِ دید یوں بے کَل کبھی ایسی تو نہ تھی

تھی جو چنگاری محبّت کی بھڑک اُٹھی ہے
آگ جو دل میں گئی جل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

ہجر میں بیتیں گے دن یہ کبھی سوچا ہی نہ تھا
جو بھی ساعت ہے کٹی کَل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

سامنے آتا ہے چہرہ وہ کئی رنگ لئے
اُس کی تصویر مکمّل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

زندگی ہجر کے عالم میں بھی گزری پہلے
اب جو دُو بھر ہوئی پل پل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

کیوں مرا صبر کا پیمانہ ہے لبریز ہوا
زندگی جہدِ مسلسل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

کیا قدم آگے بڑھائیں وہ ، زمیں جن کے لئے
بن گئی اب ہے جو دلدل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

کیوں نگہِ یار ہے غافِل ہوئی طارق ہم سے
کیا نہیں اس کا کوئی حل ، کبھی ایسی تو نہ تھی

محبّت میں فنا ہو کر خیالِ یار کو جانا

محبّت میں فنا ہو کر خیالِ یار کو جانا
اسی سے زندگی پائی ہے ہم نے پیار کو جانا

سلیقہ آ گیا ہے آزمائش سے نکلنے کا
پڑی کرنی جو ہجرت ، ہم نے یارِ غار کو جانا

اُڑے تھے جو پرندے مل کے، منزل پا گئے ہیں وہ
الگ ہو کر جو رستہ کھو گئے تب ڈار کو جانا

مسیحا کی ضرورت کا انہیں احساس کیا ہوتا
کیا ہے یاد اس کو جب دلِ بیمار کو جانا

گلوں کی سیج سمجھے ، چل پڑے جو سیدھے رستے پر
ہوئے جب آبلہ پا ، پتھروں کو ، خار کو جانا

وہ جلتے دھوپ میں ہیں دوسروں کو سایہ دیتے ہیں
پھلوں کے ذائقے سے بھی تو ہے اشجار کو جانا

کریں محنت اگر کچھ اجر کی امّید ہوتی ہے
ہمیں اچھا نہیں لگتا کہیں بیگار کو جانا

ہمیں فرصت کہاں تھی ہم پرکھ لیتے زمانے کو
ہے جن سے واسطہ اپنا، انہی دوچار کو جانا

تمہیں طارق میسّر اس کی صحبت جب بھی ہو جائے
اسے کہنا ، یہیں رہنا ہے ، کیا گھر بار کو جانا

تیری محفل سے کہاں جانے کو جی چاہتا ہے

تیری محفل سے کہاں جانے کو جی چاہتا ہے
جانا پڑ جائے تو پھر آنے کو جی چاہتا ہے

جب سے دیکھا ہے تجھے بڑھ گئی خواہش کتنی
تیرے انداز جو اپنانے کو جی چاہتا ہے

چند لمحات غنیمت ہیں تری صحبت میں
قُرب گو تیرا سدا پانے کو جی چاہتا ہے

مسکراہٹ جو حسیں اور بناتی ہے تجھے
عمر بھر لب پہ ترے لانے کو جی چاہتا ہے

ہجر ، تنہائی، اداسی کے بہت درد سہے
مرہمِ وصل ، شفا پانے کو جی چاہتا ہے

جب سنائی کہیں دیتی ہے صدائے لیلٰی
جائے مجنوں بھی تو ویرانے کو ، جی چاہتا ہے

علم و عرفاں کے خزانے جو یہاں عام ہوئے
ہر کسی کو یہی سمجھانے کو جی چاہتا ہے

"آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے"
سب کو پیغام یہ پہنچانے کو جی چاہتا ہے

جاں نچھاور کریں ہم ایک اشارے پہ ترے
اب ترے پیار میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے

طارق اب آتے ہیں دن جلدی کہ لوگ آئیں گے
کون ہے جس کا کہ پچھتانے کو جی چاہتا ہے

تم سے ایسی ہوئی شناسائی

تم سے ایسی ہوئی شناسائی
اب مجھے کاٹتی ہے تنہائی

رازِ دل جاننے لگے ہیں لوگ
گرچہ ہے گفتگو میں گہرائی

سانس لینا بھی جب ہوا مشکل
تم نے اُلجھی یہ ڈور سُلجھائی

تیری خاطر ہمیں گوارا ہے
ورنہ منظور کب تھی رُسوائی

کچھ کمی ہی نہیں وفا میں جب
کیسے کہہ دے گا کوئی ہرجائی

چند لمحے ملے جو فرصت کے
تیری تصویر دل میں در آئی
آخری سانس تک ترے ہیں ہم
ہم نے سیکھی نہیں ہے پسپائی
ہم جو بِک جائیں دام اچھے ملیں
شہر میں ہو گئی ہے مہنگائی
طارق آتے ہیں دن خوشی کے اب
کان میں گونجتی ہے شہنائی

حکم پہلا جو سنا ، جو تھا جہاں بیٹھ گیا

حکم پہلا جو سنا ، جو تھا جہاں بیٹھ گیا
یاد ہے میں بھی کھڑا تھا تو وہاں بیٹھ گیا

جو بھی تیر اس نے چلایا وہ نشانے پہ لگا
کھینچ کر جب وہ محبّت کی کماں بیٹھ گیا

اپنے بندے سے وہ دیکھا ہے خدا کا رشتہ
کھول دی جس نے مقابل پہ زباں ، بیٹھ گیا

جس کا دعویٰ تھا کہ پکڑائے گا کشکول ہمیں
وہ سرِ دار ، تکبّر کا دھؤاں بیٹھ گیا

بعد خطبے کے جلا آگ میں اک طیّارہ
بن کے تاریخ میں عبرت کا نشاں بیٹھ گیا

پہلے غم تھا کہ نہیں خشکی میں ہوتیں فصلیں
اب کے سیلاب سے کہتے ہیں مکاں بیٹھ گیا

" وعظ " کرتے ہوئے وہ رات گزارے ساری
صبح کہتا ہے گلا دے کے اذاں بیٹھ گیا

بات توحید کی کرتا ہے زباں سے ہر دم
اُس کے دل میں ہے مگر عشقِ بتاں بیٹھ گیا

کیا بتاؤں کہ " مسلمان "کی حالت کیا ہے
دیکھ کر دل جو ہوا نوحہ کناں بیٹھ گیا

اب خلافت سے تعلّق ہی بچا سکتا ہے
دُور جو اس سے ہے وہ کر کے زیاں بیٹھ گیا

کچھ نہ کچھ اس پہ اثر بات کا میری ہو گا
دل میں گر میرا یہ اندازِ بیاں بیٹھ گیا

اب تو آغاز ترقّی کے نئے دور کا ہے
پیچھے رہ جائے گا طارق جو یہاں بیٹھ گیا

خوشی وہ، نہیں جس کی حد، مل گئی ہے

خوشی وہ ، نہیں جس کی حد ، مل گئی ہے
کہ داد ایسے جیسے ، رسد مل گئی ہے

یہ شاعر بھی ہوتے ہیں کچھ کچھ پیمبر
روایت یہ اک مستند مل گئی ہے

محبّت کا قصّہ الگ ہے یہ سب سے
جنوں سے جو آ کر خرد مل گئی ہے

جسے نکتہ چینی ہو کرنا وہ کر لے
یہ عزّت مجھے تا ابد مل گئی ہے

حسد کرنے والے تو کرتے رہیں گے
انہیں نیّتِ ردّ و کد مل گئی ہے

جلیں آگ میں اپنی خود ہی جلا کے
سزا ان کو کر کے حسد مل گئی ہے

جو ہیں مہرباں ، سب ہی لگتے ہیں پیارے
ہیں استاد ، جن کی مدد مل گئی ہے

مجھے شاعری کی جو آقا سے اپنے
پسندیدگی کی سند مل گئی ہے

میں ممنون ہوں ہر گھڑی ان کا طارق
خوشی یہ تشکّر بہ صد مل گئی ہے

کہیں پہ تیر نظر دل کے پار ہونا تھا

کہیں پہ تیر نظر دل کے پار ہونا تھا
اُٹھی نگہ تو کسی نے شکار ہونا تھا

اُٹھا دیا جو نقاب اس نے اپنے چہرے سے
تو ظلمتوں نے وہاں تار تار ہونا تھا

سفر میں ساتھ ملا ہے سو وہ غنیمت ہے
اکیلے راہ میں تو سوگوار ہونا تھا

بتا گیا تھا کوئی لوٹ کے میں آؤں گا
ہمیں کسی کا تو پھر انتظار ہونا تھا

یقیں دلا گیا ہے وقت پر ہمیں آ کر
تو اس کی بات پہ بھی اعتبار ہونا تھا

وہ آیا بام پہ آرائشِ جمال کئے
ہر ایک دل پہ پھر اس کا تو وار ہونا تھا

جنوں میں چاک گریباں جو دشت میں آئے
ہمارا عاشقوں میں پھر شمار ہونا تھا

نظر جو آ گیا طارق ہمیں جمال اس کا
ہزار جان سے اس پر نثار ہونا تھا

اگر چلنا کسی کے نقشِ پا پر اک سعادت ہو

اگر چلنا کسی کے نقشِ پا پر اک سعادت ہو
قبول اس کی سمجھ لو زندگی بھر کی ریاضت ہو

نہ دل اپنا رہے باقی نہ جاں کو کہہ سکے اپنا
غرض سارا بدن اپنا اسی کی پھر امانت ہو

کہاں عقل و خرد سے واسطہ رہتا ہے مجنوں کو
گریباں چاک پھرنا دشت میں اس کی علامت ہو

ملے صحبت جو میرِ کارواں کی ساتھ چل دیں ہم
نظر اس کی اگر پڑ جائے ، دل پر اک قیامت ہو

خدا جب ناخدا بن جائے ، کشتی پھر کہاں ڈوبے
وہ منزل پر پہنچ جانے کی ایسی اک ضمانت ہو

یہ اس کا کام ہے وہ مشورہ مانے یا نہ مانے
جو کہہ دے اس کو کر لینا بہر صورت ، اطاعت ہو

بچھڑ جاتے ہیں جو بھی کارواں سے ہوں وہ خطرے میں
خدا جانے یہ کیسے پھر بھی لوگوں سے حماقت ہو

ہمیں طارق ملا وہ رہنما جس نے یہ دکھلایا
محبّت گر کرو انساں سے یہ بھی اک کرامت ہو

پھر کبھی ضائع یہ نعمت نہیں ہو گی ہم سے

پھر کبھی ضائع یہ نعمت نہیں ہو گی ہم سے
اب جُدا شمعِ خلافت ، نہیں ہو گی ہم سے

ہے وجود اس کا اطاعت سے ہی وابستہ جب
کیسے پھر اس کی اطاعت نہیں ہو گی ہم سے

ہم وفادارِ محمّد ہیں ، غلامِ احمد
اُس کو پھر کیسے محبّت نہیں ہو گی ہم سے

سب کو دکھلائیں گے اسلام کا اصلی چہرہ
دیکھ کر پھر تو عداوت نہیں ہو گی ہم سے

تم نے جانا ہی نہیں ہوتی محبّت کیا ہے
ہو گئی جب کبھی ، نفرت نہیں ہو گی ہم سے

جب حکومت نے عبادت کی اجازت دی ہے
پھر بہر طور بغاوت نہیں ہو گی ہم سے

وہ عقیدے پہ ہمارے جو نہیں ہے قائم
اس بنا پر تو شقاوت نہیں ہو گی ہم سے

جب کہ معبود خدا ایک ہی مانا ہم نے
پھر بتوں کی تو عبادت نہیں ہو گی ہم سے

ہے اگر حصّۂ ایمان بنی حبِّ وطن
دور پھر اس کی محبّت نہیں ہو گی ہم سے

ہم پہ جب دین کا اظہار بھی دشوار ہوا
کیسے پھر کہہ دیں کہ ہجرت نہیں ہو گی ہم سے

دعوتِ فکر ، شہادت نے اگر دی طارق
کیا عیاں ان پہ صداقت نہیں ہو گی ہم سے ؟

❀❀❀

وہ جس نے دردِ دل اپنا کبھی بتایا نہ تھا

وہ جس نے دردِ دل اپنا کبھی بتایا نہ تھا
وہ شخص اپنا تھا میرا کوئی پرایا نہ تھا

تمام رات جلا تھا ، لو بجھ گیا ہے دیا
یہی تھی زندگی اس کی، اسے بجھایا نہ تھا

ستارے شمس و قمر جب کئے گئے روشن
کھو گے کیسے کسی نے انہیں جلایا نہ تھا

میں بے قرار تھا سچ ہے ، مگر نہیں یہ سچ
کہ میری یاد نے اس کو کبھی ستایا نہ تھا

وہ کیسے کہتا ہے اس کو نہیں ہوا معلوم
کہ حال اس سے تو میں نے کبھی چھپایا نہ تھا

میں اس کے سامنے دل کھول کر بھی رکھ دیتا
پر اتنا حوصلہ اس نے مرا بڑھایا نہ تھا

ہمیں جو دیکھا ہے اس نے کبھی نہ ایسا ہوا
ہمیں لگا ہو وہ اس بار مسکرایا نہ تھا

رکھے گا کیسے توقّع وہ پیار کی طارق
کہ جس نے پیار کا پودا کبھی لگایا نہ تھا

حیا، حجاب، تبسّم، سکون چہرے پر

حیا ، حجاب ، تبسّم ، سکون چہرے پر
خدا نے کیسا سجایا ، فسون چہرے پر

زباں سے جاری معارف ، بیاں حقائق کا
کبھی نہ دیکھا کسی نے جنون چہرے پر

کسی نے دیکھ کے بے ساختہ کہا مجھ سے
ہمیشہ دِکھتا ہے اچھا شگون چہرے پر

جو ذکر غیرتِ توحید کا کبھی آیا
تو دیکھا جوش میں جھلکا ہے خون چہرے پر

جہاں میں ہر طرف دوڑائی ہے نظر لیکن
کہاں دکھائی دیں علم و فنون ، چہرے پر

چھپائیں کیسے جو ظاہر ہوئے ہیں جھوٹ ان کے
کہ حال اس کا عیاں ہے زبون ، چہرے پر
سمجھ سکے نہ اسے دیکھ کر کوئی طارق
نظر نہ آئے جو گزری درون ، چہرے پر

کچھ الگ سا ہے اس سے پیار مجھے

کچھ الگ سا ہے اس سے پیار مجھے
کوئی اس سا ملا نہ یار مجھے

وہ گیا جب تو یہ احساس ہوا
اس کی محفل کا تھا خُمار مجھے

کب ملاقات ہو گی پھر اس سے
اب تو رہتا ہے انتظار مجھے

وہ بلائے گا بزم میں اپنی
اس پہ اتنا ہے اعتبار مجھے

جو کہے اس کو مان جاتا ہوں
دل پہ اتنا ہے اختیار مجھے

چھوڑ کر آ پڑا ہوں اس در پر
راس آیا نہ روزگار مجھے

جرم اتنا ہے سچ کہا سچ کو
لے گئے پھر بھی سوئے دار مجھے

اپنا چہرہ دِکھا کے مرہم رکھ
تُو نے دیکھا ہے دلفگار مجھے
آس ملنے کی دے سُکوں طارق
یاد رکھتی ہے بے قرار مجھے

❀❀❀

وصل کی آرزو لئے چہرے

وصل کی آرزو لئے چہرے
گھر سے نکلے ، کھِلے کھِلے چہرے

نورِ عرفاں سے جو ہوئے روشن
ٹمٹمائے ، نہ پھر بجھے چہرے

گرم جذبوں نے ، سرد راتوں میں
زرد ان کے نہیں کئے چہرے

آس رکھتے ہیں وہ جو ملنے کی
وہ دکھائی دیئے ، سجے چہرے

وصل سے ہو گئے منوّر جو
مسکراتے ہیں ، سوچتے چہرے

تیز جب بھی چلے مسافر پھر
گرد آلود کچھ ہوئے چہرے

ہم جو ان کے قریب جا بیٹھے
ان کے فوراً بدل گئے چہرے

آنکھ کھولیں تو پھر نظر آئیں
منتظر لوگ ، ملگجے چہرے

کاش بدلیں وہ زندگی طارق
ہوں گے اک دن عیاں چھپے چہرے

سر پہ شفقت سے رکھا دستِ دُعا، چاہا تھا

سر پہ شفقت سے رکھا دستِ دُعا ، چاہا تھا
میں نے اک شخص کو اوروں سے سَوا چاہا تھا

راستہ ڈھونڈنا مشکل تھا ، وہ تاریکی تھی
روشنی کرنے کو بس ایک دیا چاہا تھا

سو گیا تھک کے اگر راہ میں چلتے چلتے
میں نے خوابوں میں بھی اس کا ہی پتہ چاہا تھا

جب نظر مجھ پہ ہوئی ، مل گیا مقصود مرا
اس کے ہونٹوں پہ تبسُّم ہی ذرا چاہا تھا

پیار کی ایک نظر میرے لئے کافی تھی
اس سے بڑھ کر تو نہیں کوئی نشہ چاہا تھا

اب اسی راہ پہ چلتے ہوئے منزل بھی ملے
اور کیا اس کے سِوا میں نے بھلا چاہا تھا

ساتھ دینے کا جو وعدہ تھا نبھایا ، اس نے
جس نے منصب اسے دینا ہی بڑا چاہا تھا

دینے والا تھا خدا جب ، تو اسی کو مانگا
طارق اس بات پہ نادم نہیں ، کیا چاہا تھا

تمہارے ساتھ جو گزری کسی بھی ساعت کو

تمہارے ساتھ جو گزری کسی بھی ساعت کو
کبھی بھلا نہیں پائے ہم اس سعادت کو

ملا نہیں تھا شجر اور کوئی رستے میں
تمہارے سائے نے آساں کیا مسافت کو

بچھڑنا جن کا قیامت تھا میرے دل کے لئے
یہ آسرا ہے ملیں گے انہیں قیامت کو

وہ ایک شخص دھڑکتا ہے ایسے سینوں میں
کہ نبض بن کے چلے خوں رگوں میں طاعت کو

حسیں ہے ایسا نظر جب پڑے ٹھہر جائے
ہمیشہ آنکھیں رہیں منتظر زیارت کو

وہ ساتھ ہو تو کہاں اور کوئی یاد آئے
رہے جو پاس ، کرے یاد پھر رفاقت کو

عجیب لوگ ہیں اُس امن کے پیمبر سے
بہانہ کر کے بڑھے جاتے ہیں عداوت کو

عیاں جو ہو گی حقیقت ، دکھائی دے گا سچ
کہاں پہ جا کے چھپائیں گے پھر ندامت کو

جو لوگ خود کو بدلتے نہیں کبھی طارق
خدا بھی ان کی بدلتا نہیں ہے حالت کو

وہ جو عرفان کے چشمے سے پلاتا ہے مجھے

وہ جو عرفان کے چشمے سے پلاتا ہے مجھے
روز قدرت کا نیا جلوہ دکھاتا ہے مجھے

یوں تو دیدار نصیبوں سے ہوا کرتا ہے
وہ قریب آنے کا مژدہ بھی سناتا ہے ، مجھے

حسن سے اس کے تو شرماتے ہیں مہتاب و گلاب
پھر یہ کیوں کہتے ہو دیوانہ بناتا ہے مجھے

اس سے ملنے کی تمنّا مجھے بیتاب رکھے
آ کے خوابوں میں مرے کون جگاتا ہے مجھے

کس کی یادوں میں گزرتا ہے مرا دن یارو
رات کے پچھلے پہر بھی وہ اٹھاتا ہے مجھے

جب کہیں کوئی حسیں مجھ کو نظر آ جائے
اک فقط وہ ہے کہ یاد آ کے ستاتا ہے مجھے

اس کی رنگینئ لب دیکھ کے ہے یاد آیا
خندہ گل اپنی طرف کیوں لئے جاتا ہے مجھے

دل کا شاگرد ہوا ، پہنچا کہاں ہوں طارق
کیا سبق خاص یہ استاد پڑھاتا ہے مجھے

اپنا چہرہ بھی کچھ نکھر آئے

اپنا چہرہ بھی کچھ نکھر آئے
جب کبھی وہ ہمیں نظر آئے

ہم تو آنکھیں بچھائے رستے میں
منتظر ہیں کہ ، کب ادھر آئے

گو تھکے تو نہیں ہیں چلنے سے
ختم ہونے کو پر سفر آئے

گھر سے آئے جو کوئی نامہ بر
لے کے اچھی کوئی خبر آئے

رات بھر جس کا انتظار کیا
اب تو ایسی کوئی سحر آئے

تھے ملائک اگرچہ ساتھ ان کے
بن کے پیغامبر ، بشر آئے

پڑ گئی جس پہ اُس کی خاص نظر
اُس کی مرضی تھی ، جب جدھر آئے

امن کا گھر ہے یہ ضمانت ہے
جس کو آنا ہے بے خطر آئے

جب خدا ناخدا ہو کشتی کا
کیا ہے خطرہ اگر بھنور آئے

آکے ہم اس کے در پہ بیٹھے ہیں
اپنی تقدیر بھی سنور آئے

ساتھ مل کر کریں دعا اُس کے
اور ہم کو بھی کیا ہنر آئے

کہہ نہ پائے کوئی یہاں طارق
ہم تو سرحد کو پار کر آئے

انداز اُس کی دھڑکنوں کا دل میں آ گیا

انداز اُس کی دھڑکنوں کا دل میں آ گیا
کچھ اس طرح سے وہ مرے دل میں سما گیا

جانا ہے اس کے حُسنِ تلطّف کو جس قدر
میرے دل و دماغ پہ چہرہ وہ چھا گیا

تھکتی نہیں زبان مری اُس کے ذکر سے
کی جب بھی بات ذکر اُس کا لب پہ آ گیا

کوشش تھی یہ زمانے کی مجھ سے رہے وہ دور
میں جس طرف گیا ہوں وہیں پر وہ آ گیا

معلوم ہو گا اُس کو دلِ مضطرب کا حال
وہ آیا میرے خواب میں تو مسکرا گیا

وہ مہرباں ہوا تو خدا مہرباں ہوا
دشمن نے جب یہ دیکھا تو وہ بوکھلا گیا

روشن ہوا ہے اس قدر چہرہ وہ نُور سے
جو اس کے سامنے گیا نوروں نہا گیا

طارق حیات و موت کی ہے اتنی داستاں
آیا یہاں میں پیار کیا اور چلا گیا

وہ ایک شخص ہزاروں کمال رکھتا ہے

وہ ایک شخص ہزاروں کمال رکھتا ہے
جو ماہِ کنعاں سا حسن و جمال رکھتا ہے

ہے اس کو چاہتا دنیا میں ایک جمّ غفیر
ہر ایک اس سے امیدِ وصال رکھتا ہے

وہ آ کے بیٹھتا ہے سامنے کہ پوچھ سکے
کوئی جو ذہن میں اپنے سوال رکھتا ہے

ہے غم زدوں کو وہ تقسیم کر رہا خوشیاں
وہ دوسروں کے بھی غم خود سنبھال رکھتا ہے

خوشی میں اپنے غلاموں کی وہ رہے شامل
تبسّم اس کا دلوں کو نہال رکھتا ہے

وہ بادشہ ہے خلافت کے تخت پر بیٹھا
خدا سے عشق تو وہ بے مثال رکھتا ہے

وہ یاد رکھتا ہے سب کو دعاؤں میں اپنی
ہے اور کون جو ایسا خیال رکھتا ہے

وہ حسن جس نے بھی دیکھا قریب سے طارقؔ
وہ عشق اس کا ، کہیں دل میں پال رکھتا ہے

خلافت پر جو فائز بادشہ ہے

خلافت پر جو فائز بادشہ ہے
مرا محبوب وہ سب سے جُدا ہے

خدا کا فضل اس پر جو ہوا ہے
خدا کی خاص اس کو یہ عطا ہے

وہ عجز و انکساری کا ہے پیکر
ملا اِس سے ، اُسے یہ مرتبہ ہے

مسیحِ پاک کا ہے وہ خلیفہ
خدا کا یہ کرم ہم پر ہوا ہے

تبسّم ہر گھڑی اس کے لبوں پر
تقدّس اس کے چہرے پر لکھا ہے

محبّت میں خدا کی سب سے آگے
پیمبر کی اطاعت میں لگا ہے

ملا ہے اس کو بے شک حُسنِ یوسف
فراست بھی ملی سب سے سوا ہے

خدا کی ذات پر اس کا توکّل
تعلّق اُس سے ، اُس کا آسرا ہے

وہ دشمن کے مقابل مردِ آہن
مگر ہتھیار اس کا بس دُعا ہے

ہیں دشمن گرچہ اس کے چار جانب
تنِ تنہا مقابل پر کھڑا ہے

غلام اس کے اشارے پر فدا ہوں
نہیں کوئی کبھی پیچھے رہا ہے

خموشی میں سمندر ، تہہ کے نیچے
سُنیں سب غور سے ، جب بولتا ہے

شجاعت میں نہیں پیچھے کسی سے
طبیعت میں مگر صبر و رضا ہے

کرے روح الامیں ، تائید و نصرت
درازی عمر میں ہو یہ دُعا ہے

ہوئے مسرور طارق اُس کو پا کر
ہمیں وہ جان سے پیارا ہوا ہے

چاند کو پھر سے روبرو دیکھا

چاند کو پھر سے روبرو دیکھا
نور پھیلا وہ ہو بہو دیکھا

اس کے پیچھے جو کی نماز ادا
دل کو پھر ہوتے با وضو دیکھا

وہ تبسّم بھرا حسیں چہرہ
کوئی ویسا نہ خوبرو دیکھا

ایک دنیا ہوئی ہمہ تن گوش
اس کو جب محوِ گفتگو دیکھا

تھی محبّت عیاں جو چہروں پر
سب کو طاعت میں سرخرو دیکھا

وہ نمایاں ہے اک مہکتا گلاب
اس سے گلشن میں رنگ و بُو دیکھا

اس کا چرچا ہے ساری دنیا میں
ذکر اس کا تو کُو بہ کُو دیکھا

ایک اس کی رضا کو پانے میں
ہر کوئی محوِ جستجو دیکھا

خوش نصیبوں میں ہم بھی شامل ہیں
یوں لگے آسماں کو چھُو دیکھا

طارق اب تک خُمار باقی ہے
جام ہم نے وہ بے سبو دیکھا

آ کے یادوں میں ، حسیں ان کو بنا جاتے ہو

آ کے یادوں میں ، حسیں ان کو بنا جاتے ہو
آؤ جب سامنے ، کچھ اور غضب ڈھاتے ہو

یاد جب تک نہ کرو چاہنے والے اپنے
تم کہاں سوتے ہو آرام کہاں پاتے ہو

سیکھ لیں امن سے رہنا یہ زمانے والے
ان کو خط لکھتے ہو ، جا جا کے بھی سمجھاتے ہو

وہ جو انسان نے توڑا ہے خدا سے ناطہ
اس تعلّق کی طرف آنے کا بتلاتے ہو

اعلیٰ اخلاق بھلا بیٹھے ہیں دنیا والے
تم انہیں ، ان پہ عمل کر کے بھی دکھلاتے ہو

لاکھ کوشش کریں دشمن کہ ٹھہر جاؤ تم
ابتلاؤں میں قدم آگے ہی بڑھاتے ہو

ہو وہی دھاگہ پروئے گئے موتی جس میں
لڑکھڑائے جو ، عصا اس کا بھی بن جاتے ہو

طارق اُس حُسنِ مجسّم کے لئے صاف کہو
اس کے عاشق ہو ، اسی بات پہ اِتراتے ہو

❁❁❁

خلافت کی عظمت عیاں ہو رہی ہے

خلافت کی عظمت عیاں ہو رہی ہے
کہ شان اس کی ہر جا بیاں ہو رہی ہے

کہیں پر فدا اس پہ جاں ہو رہی ہے
کسی کے لئے امتحاں ہو رہی ہے

جہاں میں یہ توحید کی ہے منادی
خلافت خدا کی زباں ہو رہی ہے

خدا نے کیا مومنوں سے جو وعدہ
خلافت وہ تسکینِ جاں ہو رہی ہے

حصارِ خلافت ہے محفوظ ، اس کی
حفاظت بدستِ نہاں ہو رہی ہے

خلافت نے سب کو کیا بھائی بھائی
کرامت یہ اس کی بیاں ہو رہی ہے

خدا نے مسیحا سے وعدہ کیا جو
خلافت جماعت کی شاں ہو رہی ہے

مقابل پہ آئے دلائل سے کوئی
کسی کو یہ جرأت کہاں ہو رہی ہے

دھڑکتے ہیں دل سامنے اس کو پا کے
رکی سانس بھی تو رواں ہو رہی ہے

خلافت سے امّید ہے زندگی کی
کہ جینے کی خواہش جواں ہو رہی ہے

کسی نے وطن میں اذاں بند کی تھی
تو اب ملکوں ملکوں اذاں ہو رہی ہے

خلافت نے بدلا ہے موسم زماں کا
بہار آئی ، دُور اب خزاں ہو رہی ہے

فضا میں تقدّس کی خوشبو ہے مہکی
خلافت جہاں گلفشاں ہو رہی ہے

یہ اللہ کی رسّی ہے مضبوط پکڑو
زباں زد یہ اب داستاں ہو رہی ہے

خلافت سے طارق تعلّق بڑھاؤ
یہ عزّت اسی سے میاں ہو رہی ہے

دودھ سی چاندنی، گلابوں میں

دودھ سی چاندنی ، گلابوں میں
حسن چھلکا کرے ، حجابوں میں

وہ حقیقت میں کاش ڈھل جائے
جب بھی آئے وہ میرے خوابوں میں

اس کو سوچیں تو شعر ہو جائیں
شعر چَھپ جائیں پھر کتابوں میں

نشّہ پایا جو اس کی آنکھوں میں
وہ تو ملتا نہیں شرابوں میں

عشق نے ہم پہ مہربانی کی
ہم نہ شامل رہے خرابوں میں

اُس کا پیغام آ نہ جائے کہیں
پاؤں رہتے ہیں اب رکابوں میں

یہ نہ ہو وصل کی ہو ایک گھڑی
پھر رہیں ہجر کے عذابوں میں

ہم جنھیں دوست اپنا سمجھے تھے
دشمنی کر گئے نقابوں میں

کیا فرشتوں کا اعتبار کریں؟
ہو گئی چُوک گر حسابوں میں؟

ہم سے پوچھے گئے سوال اگر
لطف آئے گا پھر جوابوں میں

بات کرنے میں اس سے خود طارق
ہوں گے اک روز کامیابوں میں

دیارِ غیر میں ہے ، اُس کو چل کے دیکھتے ہیں

دیارِ غیر میں ہے ، اُس کو چل کے دیکھتے ہیں
حسد سے کیوں اسے دشمن یوں جل کے دیکھتے ہیں

وہ آ کے بام پہ کرتا ہے اک اشارہ جب
تو لوگ معجزے گھر سے نکل کے دیکھتے ہیں

وہ آئے سامنے تو دیکھنے کی تاب نہ ہو
بھر آئے دل تو وہ پھر آنکھ مَل کے دیکھتے ہیں

ہماری ہو گی جو کل ، آج سے بہت بہتر
ہم اس لئے تو سبھی خواب کل کے دیکھتے ہیں

وہ جس طرح سے بھی دیکھو حسین لگتا ہے
تو بار بار اسے رُخ بدل کے دیکھتے ہیں

" وہ آئنہ ہے ہمارا ہی عکس ہے اس میں "
اسی لئے تو وہ چہرہ سنبھل کے دیکھتے ہیں

ہمیں یقین ہے مل جائے گا وہاں بھی ساتھ
تو اتنے شوق سے رستے اجل کے دیکھتے ہیں

کہیں جو حُسنِ ازل کا بیان ہو طارق
تو لوگ شعر ہماری غزل کے دیکھتے ہیں

فقط وہ شاہزادہ تو نہیں ہے

فقط وہ شاہزادہ تو نہیں ہے
یہی اس کا افادہ تو نہیں ہے

سمجھ کر چل رہا ہے ساری چالیں
شہنشہ ہے ، پیادہ تو نہیں ہے

بدل لیتا ہوں ، رستہ جب یہ جانوں
کہ یہ دلبر کا جادہ تو نہیں ہے

کوئی اُس کے علاوہ اس میں آئے
یہ دل اتنا کشادہ تو نہیں ہے

نہیں آتی محبّت اس کو کرنا
مگر دل اتنا سادہ تو نہیں ہے

ہوا ہے عشق ، لیکن اس کا ملنا
کہیں مشکل زیادہ تو نہیں ہے

کیا تھا اس نے ملنے کا تو وعدہ
کہیں بدلا ، ارادہ تو نہیں ہے

یقیں اس کو دلایا ہے وفا کا
کیا ہم نے بھی وعدہ تو نہیں ہے

شرافت کا کہیں شیطاں نے پہنا
نیا کوئی لبادہ تو نہیں ہے

بہت نرمی سے اس نے بات کی ہے
شرارت کا ارادہ تو نہیں ہے

بلا کا ہے نشہ ، اُس میں بھی طارقؔ
خُمار آنکھوں کا ، بادہ تو نہیں ہے

❀❀❀

ہر زمانے میں کوئی ہوتا ہے دانا، اچھا

ہر زمانے میں کوئی ہوتا ہے دانا ، اچھا
یہ ضروری بھی نہیں ہو وہ زمانہ اچھا

چونکہ گفتار سے بہتر ہے کہ دیدار بھی ہو
تم بھی مل آنا کوئی کر کے بہانا اچھا

دیکھ کر جن کو خدا سامنے آ جاتا ہے
حسن کے جلووں کا نظروں میں سمانا اچھا

جب بھی جانا ہو چلے جانا اجازت لے کر
یوٗنہی محفل سے نہیں ہوتا ہے اٹھ جانا اچھا

اُس کو سُننے کے لئے لوگ چلے آتے ہیں
اُس کو آتا ہے یہاں رنگ جمانا اچھا

عقل آتی ہے بڑھاپے میں ، جوانی میں شعور
لاڈ بچپن میں ، لڑکپن میں پڑھانا اچھا

مال و دولت کی ضرورت سے تو انکار نہیں
ہاں مگر علم کا ہوتا ہے خزانہ اچھا

گرچہ بہتر ہے کہ نوبت نہ یہاں تک پہنچے
رُوٹھنے والوں کو ہوتا ہے منانا اچھا

تم ابھی آئے ہو ، کہتے ہو ابھی جانا ہے
ایسے آنے سے تو ہوتا ہے نہ آنا اچھا

ہم سمجھتے ہیں اُسے بندہ خدا کا طارق
جس نے آنے کو ہمارے بھی ہے جانا اچھا

❀❀❀

ذکر جب اُس کا سنا دل مرا مسرور رہا

ذکر جب اُس کا سنا دل مرا مسرور رہا
وہ تو جس کرسی پہ بیٹھا وہاں منصور رہا

ذکر الہام میں آیا تھا شریف احمد کا
بادشہ ، تخت پہ بیٹھا وہ بدستور رہا

وہ یہاں فرض نبھانے کے لئے آیا تھا
چاہتا کب تھا ، یہاں رہنے پہ مجبور رہا

جس کو توفیق ہوئی دوڑا چلا آیا وہ
کون محبوب کے قدموں سے بھلا دور رہا

جب اُجالا ہو تو کچھ رات کا منظر بدلے
واپسی تب ہو زمانے کا یہ دستور رہا

جس نے وعدہ تھا کیا ساتھ رہا ہے اس کے
امن کا بن کے نمائندہ وہ مشہور رہا

جب پکارو اسے وہ جلوہ دکھاتا ہے خدا
اس کا شاہد ہوا سینین میں ہے طور رہا

تھا جو محبوبِ خدا ، گرچہ وہ تھا درِّ یتیم
بادشہ بن کے مدینے کا وہ مشہور رہا

اس کو ہر وقت میسّر تھی فرشتوں کی مدد
معجزے دیکھ کے ہر شخص ہی مسحور رہا

خانہ کعبہ کے بھی معماروں کے صدقے جائیں
تھا نبی باپ ، نبی بیٹا بھی مزدور رہا

اپنے بیٹے کی جو قربانی کو تیّار ہوا
نشّہ توحید کا تھا جس میں وہ مخمور رہا

طارق اب اُس سے تعلّق ہی بچائے گا ہمیں
ایک عرصے سے ، زمانے سے جو مستور رہا

آئے جو اُس کی بزم میں سرشار سے گئے

آئے جو اُس کی بزم میں سرشار سے گئے
تیغِ نگاہِ یار کے اک وار سے گئے

ملنے کی پیاس ، مل کے اُسے اور بڑھ گئی
سمجھے تھے اب تو ، ہجر کے آزار سے گئے

دیکھا اسے تو دید کی خواہش سوا ہوئی
ہم اور ہو کے طالبِ دیدار سے گئے

اک عشق ہی بچا ہے اسے دیکھنے کے بعد
باقی تو سب مرَض دلِ بیمار سے گئے

کرتے رہے اشارہ وہ حُسنِ ازل کی اور
بل کب تھے اُس کے گیسوئے خمدار سے گئے

سوچا تھا اُس سے باتیں ہزاروں کریں گے پر
جب اُس کے سامنے ہوئے ، گُفتار سے گئے

جلوے کی ایک ، تاب نہیں لا سکے تھے جو
پھر اس کے بعد دید کی تکرار سے گئے

طارق جو اُس کے پیار کے رستے پہ چل پڑے
پھر جس طرف گئے ہیں کوئے یار سے گئے

مطمئن دل ہوا سا لگتا ہے

مطمئن دل ہوا سا لگتا ہے
اُس کا کچھ تذکرہ سا لگتا ہے

آئی اس کی گلی سے ہو کے صبا
گھر معطّر ہوا سا لگتا ہے

کیسی طاری غنودگی ہے یہ
خواب کا تجربہ سا لگتا ہے

اس نے سپنوں میں آنا ہو شاید
در کا پردہ ہِلا سا لگتا ہے

ہے یدُاللہ ، ان کے ہاتھوں پر
ہاتھ اس کا ، خدا سا لگتا ہے

دیکھ کر اس کو ہم ہوئے مدہوش
نشّہ ایسا چڑھا سا لگتا ہے

اُس کو دیکھا ہے ساری دنیا نے
سب کا وہ رہنما سا لگتا ہے

ہم تو قائل تھے پہلے ہی طارق
اب عدو بھی جھکا سا لگتا ہے

حسیں تصوّر جو تیرا آیا تو بے خودی میں ہنسا کروں گا

حسیں تصوّر جو تیرا آیا تو بے خودی میں ہنسا کروں گا
میں سوچتا ہوں کہ سامنے میں نے تجھ کو پایا تو کیا کروں گا

زمیں کی گردش یونہی چلے گی ، فلک پہ تارے رواں رہیں گے
جو چاند روشن ہوا کرے گا ، میں دل کا روشن دیا کروں گا

کوئی جو نزدیک تیرے آئے ، وہ دُور تُجھ سے کبھی نہ جائے
مری بھی خواہش یہی ہے اب تو ، قریب تیرے رہا کروں گا

خدا حفاظت میں اپنی رکھے ، ہو اس کے فضلوں کا سایہ سر پر
خدا جو توفیق دے ، ہمیشہ ترے لئے یہ دُعا کروں گا

ہزاروں عاشق ترے جہاں میں جو اک اشارے پہ جاں لُٹا دیں
میں تُجھ سے یہ عہد کر رہا ہوں ، ہمیشہ تُجھ سے وفا کروں گا

ہے کتنے برسوں سے ساتھ اپنا، چلے ہیں اک راستے پہ طارق
میں عادی اب اُس کا ہو چکا ہوں نہ وہ ہُوا تو میں کیا کروں گا

❀❀❀

کیوں نہ ہو ناز خدو خال پہ اپنے اس کو

کیوں نہ ہو ناز خدو خال پہ اپنے اس کو
اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے خدا نے اس کو

کاش میری بھی کبھی یاد اُسے آ جائے
نیند سے سپنے جگائیں جو سہانے اس کو

اُس پہ مر مٹنے کو تیّار ہوا تھا کوئی
آئے گا کون بھلا یاد دلانے اس کو

روٹھ جانے کا بہانہ تو وہ کر کے دیکھے
ہم بڑی چاہ سے جائیں گے منانے اس کو

اس کی آنکھوں میں اداسی نہیں دیکھی جاتی
بھیج دیتا ہے خدا ، کوئی ہنسانے اس کو

پھر سے اک بار کہوں گا کہ وہ آئے ملنے
ٹال دینے کے تو آتے ہیں بہانے اس کو

چاہتے ہیں کہ بلائیں اُسے دل میں اپنے
اور آئے نہ کوئی پہلے ، بلانے اُس کو

وہ نہیں بھولا کبھی اپنی دعاؤں میں ہمیں
کیوں نہ ہم بھیجیں دعاؤں کے خزانے اس کو

میکدے جانے کی نوبت ہی نہ آئی طارق
جامِ یوں آتے ہیں آنکھوں سے پلانے اس کو

❀❀❀

ہر اک نُو رِ خلافت سے جو وابستہ نظر آیا

ہر اک نُورِ خلافت سے جو وابستہ نظر آیا
اُسے تاریک راتوں میں بھی پھر رستہ نظر آیا

خلافت جب کہ منہاجِ نبوّت پر ہوئی قائم
ہر اک اُس کی اطاعت پر کمر بستہ نظر آیا

خدا جانے کِیا ہے سحر کیا اُس نے زمانے پر
جہاں دیکھا دلوں میں اک وہی بستا نظر آیا

اگرچہ اس کو ملنے جو بھی آئے ، غم کے مارے تھے
مگر مل کر گیا جو بھی وہی ، ہنستا نظر آیا

جدا ہو کر خلافت سے پھلا پھولا نہیں کوئی
جسے دیکھا ہے اس کا حال ہی خستہ نظر آیا

مقابل پر نہیں ٹھہرا کوئی دشمن ، خلافت کے
جسے دیکھا زمیں میں شرم سے دھنستا نظر آیا

خلافت سے محبّت ہے تو پھر یہ جان کیا شے ہے
یہ سودا اہلِ دل کو کس قدر سستا نظر آیا

بھلا پتّہ وہ کیسے شاخ سے گر جائے گا طارق
خزاں میں بھی شجر سے جو کہ پیوستہ نظر آیا

پھر کبھی ضائع یہ نعمت نہیں ہو گی ہم سے

پھر کبھی ضائع یہ نعمت نہیں ہو گی ہم سے
اب جُدا شمعِ خلافت ، نہیں ہو گی ہم سے

ہے وجود اس کا اطاعت سے ہی وابستہ جب
کیسے پھر اس کی اطاعت نہیں ہو گی ہم سے

ہم وفادارِ محمّد ہیں ، غلامِ احمد
اُس کو پھر کیسے محبّت نہیں ہو گی ہم سے

سب کو دکھلائیں گے اسلام کا اصلی چہرہ
دیکھ کر پھر تو عداوت نہیں ہو گی ہم سے

تم نے جانا ہی نہیں ہوتی محبّت کیا ہے
ہو گئی جب کبھی ، نفرت نہیں ہو گی ہم سے

جب حکومت نے عبادت کی اجازت دی ہو
پھر بہر طور بغاوت نہیں ہو گی ہم سے

وہ عقیدے پہ ہمارے جو نہیں ہے قائم
اس بنا پر تو شقاوت نہیں ہو گی ہم سے

جب کہ معبود خدا ایک ہی مانا ہم نے
پھر بتوں کی تو عبادت نہیں ہو گی ہم سے

ہے اگر حصّۂ ایمان بنی حبِّ وطن
دور پھر اس کی محبّت نہیں ہو گی ہم سے

ہم پہ جب دین کا اظہار بھی دشوار ہوا
کیسے پھر کہہ دیں کہ ہجرت نہیں ہو گی ہم سے

دعوتِ فکر ، شہادت نے اگر دی طارق
کیا عیاں ان پہ صداقت نہیں ہو گی ہم سے ؟

گو فرشتہ نہیں ، ہوں میں عاجز بشر

گو فرشتہ نہیں ، ہوں میں عاجز بشر
میری پرواز روکیں ، نہ دیوار و در

روک لوں میں قدم کیا یہی سوچ کر
دُور منزل ہے اور راستہ پُر خطر

میں تری رہنمائی میں چلتا رہا
تیری جانب ہوا ہے ، جو اب تک سفر

چھوڑ دے تُو اگر جاؤں گا میں کہاں
ٹھوکریں کھاؤں گا ، میں کہیں در بدر

چاہتا ہوں بلاؤں بڑے شوق سے
ایک بار آئے تُو کاش پھر میرے گھر

میری ساری تمنّائیں پوری ہوئیں
کون سی تھی دعا جو رہی بے ثمر

فضل سے تُو نے اپنے عطا کر دیئے
ہر قدم ، ہر گھڑی ، متقی، راہبر

مومنوں کو خلافت عنایت ہوئی
اس کے سائے میں بیٹھے ، ہے یہ وہ شجر

ہے سراسر خلافت کی برکت ہی یہ
کارواں ہے رواں ، تیری جانب اگر

تیری پوری ہوں طارق ، مرادیں سبھی
سامنے بس خُدا کے ، جُھکا اپنا سر

پنجابی غزل

کدی آ کے تے مل سانوں ، ساڈا تیرے نال پیار ماہیا
جبھی پا کے تے ٹھنڈ پیئندی، توں ایں ساڈا منٹھار ماہیا

ساتھوں ہور ناں بُجھ اَڑیا، کینویں لنگدے نیں پل گھڑیاں
دل تیرے نال لا بیئٹھے ، کیتے قول تے قرار ماہیا

سانوں رئیندی اے اُڈیک تیری ، ہوئے کیہڑے ویلے دید تیری
تُوں جے کر دیں اشارہ اک وی ،دیہئے سارا کجھ وار ماہیا

جند تیرے ناں جُو کر دتّی ،گلّ کل دی تے اَج دی اجئ!
ساڈے نقداں دے سودے نیں، اساں رکھے ناں اُدھار ماہیا

تیرے بیلی دا تے ناں وی ناں لئو ،کہندے اوہدا تے نہ کلمہ پڑھو
اسیں دیسوں پردیس ہوئے، گلّ ہوئی وسّوں باہر ماہیا

لُٹ پیٹھلیاں وی پائی سی ، تیرے بندیاں نوں دُکھ دے کے
تیرے باجھوں تے ہنیر ہوئے، جیہڑی آئی سرکار ماہیا

ربّ ولّوں ملی جیہڑی ، ایہہ سوغات خلافت دی
اسیں تیرے پچھے چل نیں آں، تُو ں ساڈا سردار ماہیا

توں ایں رُکھ ، تیرے پھل کھا کے بیٹھے تیرے ہیٹھ رئینے آں
پکھیّ ڈار اچ اڈ نیں آں ، ساڈی اُچّی اے اُڈار ماہیا

ہور کدرے وی جانا نئیں تیتھوں دُکھ تے لُکانا نئیں
اسیں تیرے بُوہے آ بیٹھے ، ساڈا تیرے تے حصار ماہیا

طارق ڈر دا تے رئیندا اے ، دل کَمب کمب بئیندا اے
پکھی کھُنج گئے نیں راہواں اوہ ،جیہڑے چھڈ بیٹھے ڈار ماہیا

آزاد نظم

مرے مرشد نے مجھ سے یہ کہا تھا تم

حفاظت کے لئے اپنی

سمجھ کر پڑھ کے چاروں قل

انہیں سینے پہ اپنے پھونک دینا جب

نظر آئے دُھواں کوئی

کہیں جلنے کی بُو آئے

سمجھ لینا

حفاظت کی ضرورت بڑھ گئی ہے اب

نظر تم پر حسد کی پڑ گئی ہے اب

تو پڑھنا آیت الکرسی

اسے پھر پھونک لینا اپنے ہاتھوں پر

انہی ہاتھوں کو تم اپنے

بدن پر پھیر لینا، پھر دعا کرنا

خدا تم کو رکھے اپنی اماں میں اور

شریروں سے بچائے ہر قدم پر ہی

خدا رکھے حفاظت میں ہمیشہ میرے مرشد کو

اسے عمرِ خضر دے کام کرنے کو

مرادیں اس کی پوری ہوں

ہر اک امّید بر آئے

دعاؤں کے ثمر لائے



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنری (سندھ) آگئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۷۰ میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے ۱۹۷۵ میں ایف ایس سی کیا ۱۹۸۲ میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ ۱۹۹۰ میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آگئے یہاں سے سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے وقف کر کے تنزانیہ مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر کام کیا۔ واپس آکر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یوکے سے منسلک ہیں۔ باقاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ ۲۰۲۰ سے کیا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام " **لبِّ لباب** " مارچ 2021 میں آیا تھا، جس کا غزلیات کا حصّہ "**چاک دامانِ جنوں**" کے نام سے شائع ہوا۔ " **ہم قدم، دم بدم** " اپریل ۲۰۲۱ میں شائع ہوا۔ "**در آئینہ صفِ دوستاں**" جولائی ۲۰۲۰ میں، "**نصیبِ چارہ گری**" اکتوبر ۲۰۲۱ میں اور "**بازگشت**" جنوری ۲۰۲۲ میں۔ "**پیتم بن من سُونا**" ان کا ساتواں "**روزنِ خانۂ دل**" آٹھواں مجموعۂ کلام اور "**سرنامۂ نور**" **نواں مجموعۂ کلام ہے۔** "**دربار خلافت میں نذرانۂ عقیدت و محبّت**" خلافت کے بارے میں لکھے گئے ان کے تمام کلام پر مشتمل ہے۔